ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
41
www.tanzeem.org
3تا9 صفر المظفر 1439ھ/ 24تا30 اکتوبر 2017ء

اس شمارے میں

خود کردہ را علاجے نیست

اسلام اور مسلمان

مطالعۂ کلام اقبال

تیسری عالمی جنگ اور ہماری تیاریاں

یہ اندازِ مسلمانی ہے!

درود و سلام کے فضائل

نکتۂ توحید کی تفسیر

توحید کی بنیاد پر جو نظام قائم ہوتا ہے صرف اور صرف وہی نظامِ عدل وقسط کہلانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ یہ نظامِ توحید ہی سماجی سطح پر کامل انسانی مساوات قائم کرتا ہے۔ یعنی نسل، رنگ، زبان، پیشہ اور جنس کی بنیاد پر نہ کوئی بلند و اعلیٰ ہوتا ہے، نہ کوئی کم تر و پست۔ پھر یہ مرد و عورت کے منصفانہ طور پر حقوق اور فرائض کو متعین کرتا ہے۔ معاشی سطح پر یہ نظام ملک کے ہر شہری کی ناگزیر بنیادی ضروریاتِ زندگی کی کفالت کا ذمہ دار ریاست کو قرار دیتا ہے۔ آجر و مستأجر (مزدور و کارخانہ دار) کے درمیان عدل و انصاف اور اخوت کی فضا پیدا کرتا ہے۔ جاگیرداری کی لعنت کا مکمل خاتمہ کرتا ہے۔ اس نظامِ توحید میں سیاسی سطح پر حاکمیت مطلقہ صرف اللہ کی ہوتی ہے۔ ملک کی پارلیمنٹ یا اسمبلی ﴿اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ کے اصول پر شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے دیگر انتظامی و فلاحی اُمور کے لیے قانون سازی کی مجاز ہوتی ہے، لیکن وہ اللہ اور رسول ﷺ یعنی کتاب و سنت میں بیان کردہ حدود و تعزیرات میں ایک شوشہ کے برابر بھی تغیر و تبدل کی مجاز نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

الھدیٰ (776)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ایک مؤمن و کافر کا مکالمہ

سُورۃُ مَریَم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 77 تا 79

اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الۡغَیۡبَ اَمِ اتَّخَذَ
عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ﴿۷۸﴾ کَلَّا ؕ سَنَکۡتُبُ مَا یَقُوۡلُ وَ نَمُدُّ لَہٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾

آیت ۷۷ ﴿اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾﴾ ’’کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا کفر کیا اور کہا کہ مجھے (آخرت میں بھی) مال اور اولاد سے لازماً نوازا جائے گا!‘‘

یہ بھی وہی مضمون ہے جو سورۃ الکہف کے پانچویں رکوع میں دو اشخاص کے مکالمے کے سلسلے میں گزر چکا ہے۔ وہاں بھی بالکل اسی سوچ کے حامل مالدار شخص کا ذکر ہے جس نے اللہ کے نیک بندے کو مخاطب کر کے کہا تھا: ﴿وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّ لَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰی رَبِّیۡ لَاَجِدَنَّ خَیۡرًا مِّنۡہَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾﴾ کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت واقعی برپا ہوگی‘ لیکن بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو میں دنیا کی طرح وہاں بھی نوازا جاؤں گا اور تم جو یہاں جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہو وہاں بھی اسی حال میں رہو گے۔

آیت زیر نظر میں یہی نظریہ قریش مکہ کے حوالے سے دہرایا گیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم جو پُر تعیش زندگی کے مزے لے رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہم سے خوش ہے۔ چنانچہ ہمیں آخرت میں بھی اسی طرح سے کثرتِ مال واولاد سے نوازا جائے گا۔ ان الفاظ کا ایک مفہوم یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ وہ اسی دنیا میں آئندہ بھی کثرتِ مال واولاد کی توقع لیے بیٹھے تھے‘ مگر مجھے ان مفسرین کی رائے سے اتفاق ہے جن کے نزدیک یہ ان کی آخرت کی توقع کا ذکر ہے۔

آیت ۷۸ ﴿اَطَّلَعَ الۡغَیۡبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ﴿۷۸﴾﴾ ’’کیا وہ غیب پر مُطّلع ہو چکا ہے؟ یا اُس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟‘‘

جو شخص ایسے دعوے کرتا ہے آخر اس کے ان دعووں کی دلیل کیا ہے؟ کیا اس نے غیب میں جھانک کر دیکھ لیا ہے؟ یا اللہ تعالیٰ سے وہ کوئی قول واقرار لے چکا ہے؟

آیت ۷۹ ﴿کَلَّا ؕ سَنَکۡتُبُ مَا یَقُوۡلُ﴾ ’’ہرگز نہیں! ہم لکھ رکھیں گے جو کچھ وہ کہہ رہا ہے‘‘

ہم ایسے شخص کی ایک ایک بات کو لکھ کر محفوظ کر لیں گے تاکہ اس سے پوری طرح جوابدہی کی جا سکے۔

﴿وَ نَمُدُّ لَہٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾﴾ ’’اور اُس کے لیے عذاب کو ہم بڑھاتے چلے جائیں گے۔‘‘

فرمان نبوی

دنیا میں اجنبی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِی فَقَالَ: ((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَأَنَّکَ غَرِیبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِیلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ فِی أَہْلِ الْقُبُورِ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: (إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِالْمَسَاءِ وَإِذَا أَمْسَیْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ قَبْلَ سَقَمِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ قَبْلَ مَوْتِکَ) (جامع ترمذی)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا: ’’دنیا میں کسی مسافر یا کسی راہ گیر کی طرح رہو اور خود کو قبر والوں میں شمار کرو۔‘‘ پھر ابن عمر نے فرمایا: ’’اگر صبح ہو جائے تو شام کا بھروسا نہ کرو اور اگر شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو۔ بیماری آنے سے پہلے صحت سے اور موت آنے سے پہلے زندگی سے فائدہ حاصل کرو۔‘‘

تشریح: ہر ذی روح پر موت آ کر رہتی ہے، یہ ایک ہمہ گیر قانون ہے۔ زندگی کی گاڑی بڑی برق رفتاری کے ساتھ رواں دواں ہے۔ نسلِ انسانی کے اربوں افراد اس گاڑی میں بیٹھے دنیا کی رنگینیوں میں محو ہیں۔ ہر شخص کو اپنے اسٹیشن پر اترنا ہے۔ لیکن کس نے کس اسٹیشن پر اتر جانا ہے اِس کا علم سوائے علیم وخبیر خدا کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ قافلۂ انسانیت کے ہر مسافر کو پابہ رکاب رہنا چاہیے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

3 تا 9 صفر المظفر 1439ھ — جلد 26
24 تا 30 اکتوبر 2017ء — شمارہ 41

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خود کردہ را علاجے نیست

مقتدر قوتوں کی اصطلاح پاکستان میں ایک عرصہ سے زبان زد خاص و عام ہے اور یہ کھلا راز ہے کہ اس سے مراد افواج پاکستان ہیں۔ گویا پاکستان میں ایک بہت بڑے طبقے کی رائے ہے کہ پاکستان میں قوت کا مرکز فوج ہے۔ بڑے فیصلے وہی کرتی ہے یا اُس کی اجازت اور رضا حاصل کر کے ہی کیے جا سکتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ کا سرسری یا باریک بینی سے جائزہ لیں تو آپ اس تاثر کو کسی صورت غلط نہیں کہہ سکتے۔ ستر (70) سالوں میں اکتیس برس فوج براہِ راست بصورت مارشل لاء حکمران رہی، بقیہ انتالیس (39) سالوں میں جمہوری نہ سہی سویلین حکومتیں رہیں۔ اس عرصہ میں بھی سویلین حکمرانوں کو یہ شکایت رہی کہ اُس مقتدر قوت یعنی فوج نے کبھی ہماری حکومت کی بالادستی یا کنٹرول کو قبول نہیں کیا اور وہ ایسے معاملات میں مداخلت کرتی رہی جن کا اُس سے کوئی تعلق نہیں تھا، خاص طور پر کوئی سویلین حکومت اپنی مرضی سے خارجہ پالیسی طے نہ کر سکی۔ یہ ایک مقدمہ ہے جو سیاست دان فوج پر قائم کرتے ہیں۔ پاکستانی عوام کی اکثریت خصوصاً پڑھا لکھا طبقہ اگرچہ اپنے سیاست دانوں سے نالاں ہے۔ انہیں کرپٹ اور نااہل سمجھتا ہے۔ لیکن اس بات کا اعتراف بلکہ اعتراض کرتا ہے کہ پاکستان میں فوج اپنی حدود سے تجاوز کرتی ہے اور اپنی قوت کے بل بوتے پر سیاسی حکمرانوں پر جائز ناجائز دباؤ ڈالتی ہے۔ ہماری رائے میں بھی یہ ایک سچا اور حق پر مبنی مقدمہ ہے جو سیاست دان مقتدر قوت کے نام سے فوج پر قائم کرتے ہیں۔ فوج کا کھلم کھلا نام نہ لینا اور مقتدر قوت یا اسٹیبلشمنٹ کی اصطلاح کا سہارا لینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس قوت سے خوفزدہ ہیں۔ ہم سیاست دانوں کے اس مؤقف کو درست سمجھتے ہیں، لیکن اُن سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے اس لیے کہ خود کردہ را علاجے نیست۔

پاکستان کی تاریخ پر ایک بار پھر نگاہ ڈالیں تو آپ کو واضح طور پر معلوم ہوگا کہ سیاستدان کرپٹ اور نااہل ہونے کے ساتھ ساتھ جمہوریت اور سول حکومت کی بالادستی کے حوالے سے غیر سنجیدہ بھی ہیں۔ یہی سیاست دان جب اپنے حریف سیاست دانوں کی مخالفت کرتے ہیں تو اس سطح تک پہنچ جاتے ہیں کہ جی ایچ کیو جا کر مارشل لاء لگانے اور ٹیک اوور کرنے کے لیے فوج کا منت ترلا کرتے ہیں۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ مقتدر قوتیں شاید انتظار میں ہوتی ہیں۔ گویا آگ دونوں طرف برابر کی لگی ہوتی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ راشی اور مرتشی کا معاملہ ہے لہٰذا دونوں جرم وار ہیں۔ سیاست دانوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ نہ صرف جی ایچ کیو درخواستیں لے کر جاتے ہیں بلکہ ایسے اقدام بھی اٹھاتے ہیں جس سے اسٹیبلشمنٹ مضبوط ہوتی ہے۔ آج کل اس مقتدر قوت کے خلاف سب سے زیادہ شور و غوغا سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کر رہے ہیں۔ وہ ووٹ کے احترام کی دہائی دے رہے ہیں۔ آیئے صرف اُن کے 37 سالہ سیاسی کیریئر کا سرسری جائزہ لے لیں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح مقتدر قوت کا قرب حاصل کر کے اُنہوں نے اپنے سیاسی مخالفین کو چت کیا اور اپنے اقتدار کے لیے راستہ صاف کیا۔ ظاہر ہے اس سے اسٹیبلشمنٹ مضبوط ہوئی۔ میاں نواز شریف نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز اصغر خان کی جماعت تحریک استقلال میں شامل ہو کر کیا، لیکن جب ضیاء الحق نے مارشل لاء لگایا تو سیاسی جماعت چھوڑ کر مارشل لاء کی ٹیم میں شامل ہو گئے۔ 1982ء میں جب پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل جیلانی تھے، نواز شریف

پنجاب کے وزیرِ خزانہ بن گئے۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی جو ایک سیاسی قوت تھی اور جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت کے خلاف مزاحمت کر رہی تھی، اُس کے خلاف میاں صاحب نے ایسی سرگرمیاں دکھائیں کہ فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کہہ اٹھے کہ ''نواز شریف کو میری عمر لگ جائے''۔ جب ضیاء الحق نے محمد خان جونیجو کی منتخب حکومت کو اٹھا پھینکا تو میاں نواز شریف اپنے سیاسی رہنما کی بجائے فوجی طالع آزما کی پشت پر کھڑے نظر آئے۔

وہ ضیاء الحق کے اُسی طرح معنوی بیٹے بنے جس طرح ذوالفقار علی بھٹو فوجی حکمران ایوب خان کے معنوی بیٹے تھے۔ میاں نواز شریف چند سال تک ضیاء الحق کے صلبی بیٹے اعجاز الحق کا بازو تھام کر مرحوم کے مزار پر جاتے رہے اور یہ اعلان کرتے کہ میں ضیاء الحق کے مشن کو پورا کروں گا۔ ISI کے چیف مرحوم حمید گل نے جب بے نظیر کے خلاف IJI بنائی تو نواز شریف سیاست میں فوجی مداخلت کے خلاف احتجاج کرنے کی بجائے آئی جے آئی کا حصہ بن گئے، بلکہ اُس کے سربراہ بن بیٹھے۔ پھر بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کے درمیان ایک کھیل شروع ہوا۔ کبھی ایک فوج کی مدد لے کر دوسرے کو گراتا تھا اور کبھی دوسرا وہی کام کرتا تھا۔ جب مشرف نے نواز شریف کی منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر حکومت پر ناجائز قبضہ کیا تو نواز شریف ایک پختہ سیاسی نظریات کے حامل سیاست دان کی طرح قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہ کر سکے اور فوج سے دس سالہ معاہدہ کر کے جلاوطن ہونا قبول کر لیا۔ اس معاہدے کا نواز شریف کچھ عرصہ انکار کرتے رہے لیکن جب سعودی شہزادے نے میڈیا کے سامنے اُن کا دستخط شدہ معاہدہ لہرایا تو ماننے پر مجبور ہوئے۔ جس سے فوج کی قوت میں اضافہ ہوا۔

کیانی اور پاشا کے دور میں فوج میموگیٹ کا معاملہ سامنے لائی تو نواز شریف سیاسی حکومت کے خلاف کالا کوٹ پہن کر سپریم کورٹ پہنچ گئے اور یوسف رضا گیلانی سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر دیا۔ اس طرح کا فوج سے تعاون بہت سے سیاست دانوں نے کیا۔ ہم نے صرف نواز شریف کی کہانی اس لیے بیان کی کہ اُنہوں نے فوج کے جن کو بوتل سے نکالنے میں سب سے زیادہ رول ادا کیا اور آج اُس جن کی طاقت کے خلاف سب سے زیادہ نواز شریف ہی بول رہے ہیں۔ اور اس معاملے میں بھی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ فوج کا غیر آئینی رول کسی کو قبول نہیں۔ فوج کا اپنے اختیارات سے تجاوز کرنا صریحاً نقصان دہ ہے، لیکن یہ گھر کا معاملہ ہے، گھر کے اندر حل ہونا چاہیے۔ اپنے گندے کپڑے سرِ بازار دھوئیں گے تو مسائل پیدا ہوں گے۔ پھر یہ کہ اسٹیبلشمنٹ کی سرکشی کے آپ خود بھی ذمہ دار ہیں۔ اب اسے جارحانہ انداز سے نہیں، حکمت عملی سے تابع فرمان کرنا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ عوام ہوں، خواص ہوں، سیاسی حکمران ہوں یا فوجی، جب تک حقیقی مقتدر قوت یعنی اللہ رب العزت کو مانیں، جانیں اور پہچانیں گے نہیں، جب تک اُس کے سامنے دلی اور ذہنی آمادگی کے ساتھ جھکیں گے نہیں، اور جب تک اُس کے غیر کا خوف دل سے نکالیں گے نہیں یونہی ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے۔ فوج بھی کتنی مقتدر ہوتی ہے، اسے جاننا ہو تو کسی فوجی حکمران کے زوال کے مناظر ذہن میں لائیں۔ ایوب خان کتنا طاقتور تھا؟ اقتدار چھوڑتے وقت کتنا کمزور کتنا لاچار نظر آیا۔ یحییٰ خان اقتدار نہ چھوڑتا تو مار دیا جاتا۔ ضیاء الحق تو اپنے آخری خطاب میں آنسوؤں سے روتا رہا۔ مشرف نے نکالے جانے سے پہلے کتنے ہاتھ پاؤں مارے۔ وہ کتنا بے بس نظر آ رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ کتنا ہی جابر اور ذی قوت حکمران ہو، ایک وقت تک ہوتا ہے۔ جب وہ وقت ختم ہو جاتا ہے تو وہ ایک زبردست طوفان کے سامنے جھڑے ہوئے پتے کی مانند ہوتا ہے۔ لہٰذا اُس مقتدر قوت کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے جس کے اقتدار کے زوال کا کوئی سوال ہی نہیں۔ سورۃ یٰسین کی آخری سے پہلی آیت ہے۔ ترجمہ: ''جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے''۔ یہ ہے اقتدار، یہ ہے قوت، یہ ہے حکمرانی جو ازل سے قائم ہے جسے کبھی چیلنج نہ کیا جا سکے گا۔ اگر مسلمان اس حقیقی مقتدر قوت کے دامن سے چمٹ جائے تو ساری دُنیوی قوتیں مل کر اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

آہ! کاش میاں نواز شریف اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ اس نیت سے اور عزم سے بنتے کہ پاکستان میں اسلام کا نفاذ کر دوں گا۔ وگرنہ دولت اور اقتدار سب پر لات مار دوں گا۔ کاش! وہ سود کو رِبا قرار دینے کے فیصلے کے خلاف عدالت نہ جاتے۔ کاش! وہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے والے میڈیا پر انحصار کرنے کی بجائے اللہ اور رسولؐ کے اقوال پر اعتماد کرتے اور اُن پر عمل پیرا ہوتے۔ کاش! وہ قادیانیوں کو بھائی کہنے کی بجائے خود کو عقیدۂ ختم نبوت کے حقیقی خادم ثابت کرتے۔ اے کاش! وہ ممتاز قادری کی بجائے توہین رسالت کے مجرموں کو عبرت کا نشان بناتے تو آج انہیں کسی دنیوی مقتدر قوت کا گلہ نہ کرنا پڑتا۔ اس لیے کہ اُن کے ساتھ حقیقی لازوال مقتدر قوت ہوتی اور اُنہیں مجھے کیوں نکالا کا رونا دھونا نہ کرنا پڑتا۔ اللہ کی ماننا حقیقت میں اللہ کو ماننا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کے نظام کو نافذ کرنا ہی حقیقتاً اللہ کو ماننا ہے۔ فوج اور سیاسی قوتوں کو ایک پُرخلوص سجدہ سہو کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے دامن سے چمٹ جانے کی ضرورت ہے تاکہ مقامی اور عالمی اسلام دشمن قوتوں کو شکست دے کر پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنایا جا سکے۔ وگرنہ یہ باہمی دھینگا مشتی ختم نہ ہوگی جو ہمیں کسی خوفناک حادثہ سے دوچار کر سکتی ہے۔ پھر کسی نواز شریف کو کسی دنیوی ظاہری مقتدر قوت کا خوف نہیں رہے گا اور نہ ہی نام نہاد مقتدر قوت کو کسی بالاتر عالمی قوت کا خوف رہے گا۔ اللہ ہم سب کو غیر کے سامنے جھکنے کی ذلت سے بچائے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

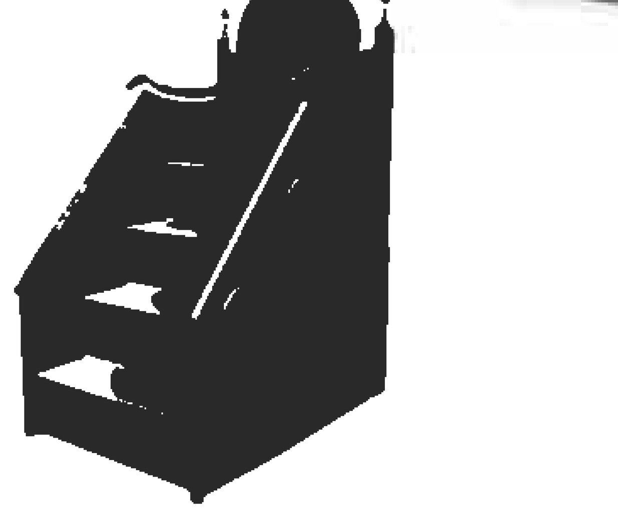

اسلام اور مسلمان

قرآن مجید کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں مرکزی ناظم مالیات تنظیم اسلامی، محترم اعجاز لطیف کے 13 اکتوبر 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

محترم قارئین! تمام انبیاء کرام کا دین اسلام تھا اور ان کے سچے پیروکار اپنے اپنے دور میں مسلم تھے۔ اور اب اللہ کے نزدیک دین وہ ہے جس سے اللہ نے مجھے اور آپ کو نوازدیا۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا کہ:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط﴾ (المائدۃ:3)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اِتمام فرمادیا ہے اپنی نعمت کا اور تمہارے لیے میں نے پسند کرلیا ہے اسلام کو بحیثیت دین کے۔“

ہم میں سے ہر ایک کا مقصدِ حیات اللہ کو راضی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں راضی اس وقت ہوں گا جب تم اسلام کو بطور دین اختیار کرو گے۔ اسلام کے لفظی معنی ہیں سرِتسلیم خم کردینا، گردن جھکا دینا، فرمانبرداری اختیار کرنا، یعنی To Submitt and to Surrender to the will of Allah. مسلمان ماں باپ کے گھر پیدا ہوجانا بھی بہت بڑی خوش بختی ہے، لیکن اصل اسلام تبھی ہے جب واقعی اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اپنے آپ کو بچھا دیا جائے۔ اسلام کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر وضاحت فرمائی ہے۔

﴿بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ﴾

”کیوں نہیں، ہر وہ شخص جو اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ محسن ہو“

یعنی اس نے اپنی پوری شخصیت اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سرنڈر کردی ہو اور محسن سے مراد یہاں یہ ہے کہ جو انتہائی خوبصورتی سے بندگی کا حق ادا کرنے والا ہو۔ (یعنی اسلام کی صحیح معنوں میں عکاس یہ خوبیاں ہیں)

﴿فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾ (البقرۃ) ”تو اُس کے لیے اُس کا اجر محفوظ ہے اُس کے ربّ کے پاس۔ اور ایسے لوگوں کو نہ تو کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ ہی وہ کسی حزن و ملال سے دوچار ہوں گے۔“

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کا سرٹیفکیٹ اسی وجہ سے دیا تھا کہ:

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ لا قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾﴾ (البقرۃ) ”جب بھی کہا اُس سے اُس کے پروردگار نے کہ مطیع فرمان ہو جا تو اُس نے کہا میں مطیع فرمان ہوں تمام جہانوں کے پروردگار کا۔“

یہ ہے حقیقی معنوں میں اسلام کہ انسان اپنی ساری انا، غرور، تکبر اور کچھ ہونے کا احساس ختم کرکے ربِ کائنات کے سامنے جھک جائے اور اس حقیقت کو تسلیم کرلے کہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ اللہ کی عطا ہے، اللہ کا فضل ہے اور اس کا احسان ہے، جب تک وہ چاہے باقی رکھے اور جب چاہے ایک ایک چیز واپس لے لے۔ اس لحاظ سے ہم ہر سانس پر اس کا شکر ادا کریں تو پھر بھی شکر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسلام یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی کو اللہ کے تابع فرمان کردے۔

ہمارے ہاں اسلام کے بارے میں یہ باتیں تو بہت ہوتی ہیں کہ اسلام ہمارے لیے ایک نظام حیات ہے، اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ، لیکن عملی طور پر ہم اسلام کو صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تک محدود کردیتے ہیں۔ باقی زندگی میں اسلام کی جو ہدایات ہیں اس حوالے سے ہم بہت دور ہیں۔ حالانکہ اللہ کو اسلام بطور دین کے مطلوب ہے۔ ہم جس سطح پر (یہاں تک کہ پاکستان میں بھی) جس اسلام کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور جو اصل اسلام ہے یعنی نظام حیات، ان دونوں کا تقابل ہمیں خود بتادے گا کہ ہم کتنا اللہ کو راضی کرنے والے راستے پر چل رہے ہیں اور ہمیں کتنا اور سفر طے کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف﴾ ”یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔“ (آل عمران:19)

دین سے مُراد مکمل نظام حیات ہے۔ چنانچہ اگر ہم مانتے ہیں کہ اسلام دین ہے تو پھر اس میں یہ گنجائش تو ہرگز نہیں ہے کہ انفرادی طور پر آپ اسلام کے مطابق زندگی گزاریں اور اجتماعی زندگی کسی اور طریقے کے مطابق گزاریں۔ انفرادی زندگی میں انسان کے عقائد، مراسمِ عبودیت، اور سماجی رسومات شامل ہیں۔ اسی طرح اجتماعی زندگی کے بھی تین گوشے ہیں یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت۔ اسلام کا بطور دین تقاضا یہ ہے کہ مسلمان زندگی کے ان چھ کے چھ گوشوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق زندگی گزاریں۔ جبکہ سیکولرازم کا دنیا میں نام یہ ہے کہ انفرادی زندگی کے تین گوشوں آپ جس نظریے کے تحت چاہیں زندگی گزاریں لیکن اجتماعی زندگی میں کسی مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ مثلاً انفرادی زندگی میں بنیادی چیز عقیدہ ہے۔ اسلام مذہب ہی توحید کا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ انسان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ معبود برحق صرف ایک اللہ کی ذات ہے۔ لیکن

سیکولرازم میں چاہے تو کوئی تین خداؤں پر یقین رکھے، چاہے تو پانچ پر اور چاہے تو ہندوؤں کی طرح بے شمار معبود بنالے۔ اسی طرح مراسمِ عبودیت میں بھی اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اُسی سے مانگا جائے لیکن سیکولرازم کہتا ہے کہ چاہے تو کوئی ایک خدا کی عبادت کرے، چاہے تو ہزاروں خداؤں کی پرستش کرے اور چاہے تو کسی کی بھی عبادت نہ کرے۔ ہر انسان آزاد ہے۔ اسی طرح سماجی رسومات کے حوالے سے بھی اسلام نے الحمدللہ ہمیں بڑی جامع ہدایات دی ہیں لیکن سیکولرازم کے مطابق ان میں بھی انسان ہر طرح سے آزاد ہے۔

اس کے بعد اجتماعی زندگی کے تین گوشوں یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت کے حوالے سے سیکولرازم چاہتا ہے کہ ان سے دین کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ مثلاً انفرادی سطح پر آپ کو امریکہ میں آزادی ہے کہ چاہے چرچ یا سینیگاگ خرید کر مسجد بنالیں اور وہاں پر جتنی مرضی نمازیں پڑھیں بلکہ رمضان شریف میں تو آپ کو ایک افطار ڈنر وائٹ ہاؤس میں دے دیا جائے گا۔ کیونکہ اس سے ان کے نظام کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کہیں کہ آپ نے جو یہ قانون بنایا ہے کہ 51 فیصد ممبران مل کر چاہیں تو دو مردوں کی شادی کو جائز قرار دیں، تو یہ قانون اللہ کے احکامات کے منافی ہے تو وہ کہیں گے کہ کسی مذہب کا ہمارے نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح معیشت اور معاشرت کے حوالے سے بھی سیکولرازم چاہتا ہے کہ منتخب نمائندے جو مرضی قانون بنالیں۔ چاہیں تو سود کو جائز قرار دے دیں۔

ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ ہم انفرادی سطح پر بھی جزوی طور پر ہی دین پر عمل پیرا ہیں۔ مثلاً ہم نے کہا کہ نماز، روزہ وغیرہ اللہ ورسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہوگا لیکن جہاں تک سماجی رسومات کا تعلق ہے تو ہم سماج کے ساتھ چلیں گے۔ شادی بیاہ میں نکاح مسجد میں بھی ہوجائے لیکن ہال میں جاکر ہم اپنے سارے ارمان پورے کریں گے جہاں اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں، اِس سے ہمارے نزدیک کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سیاسی سسٹم میں ہمارے نمائندے اگرچہ اللہ ورسول ﷺ کی وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں لیکن انہی نمائندوں نے حال ہی میں ختم نبوت کی شق کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اگرچہ ہمارے آئین میں لکھا ہوا ہے کہ یہاں کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں کی جاسکتی اور اللہ تعالیٰ کا تو واضح حکم ہے کہ: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ط﴾ (یوسف:40) ''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔ اُس نے حکم دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی بندگی مت کرو!''

لیکن اس کے باوجود باقاعدہ قانون سازی ہوئی اور پھر واپس لی گئی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ہم سیاسی سسٹم میں بھی سیکولرازم کے راستے پر چل رہے ہیں۔

اسی طرح معاشی نظام کے بارے میں اللہ ورسولؐ کی بڑی واضح ہدایت ہے کہ یا سود چھوڑ دو یا اللہ ورسولؐ کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہوجاؤ، لیکن ہم نے کہا ہم سود تو نہیں چھوڑ سکتے اللہ ورسولؐ کے خلاف جنگ مسلسل جاری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ معاشی نظام میں بھی ہم اسلام کے مطابق زندگی نہیں گزار رہے۔

اس کے بعد سماجی نظام جو اللہ کے رسول ﷺ نے متعارف کروایا تھا اُس میں کہا گیا تھا کہ کسی کالے کو کسی گورے پر، اور کسی گورے کو کسی کالے پر، کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت نہیں ہے اور تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تقویٰ میں بڑھ کر ہے۔

لیکن یہاں بڑائی اور برتری کا معیار سرمایہ ہے اور جو جتنا کرپشن میں ماہر ہے اُسے اتنے ہی بڑے عہدے پر بٹھایا جاتا ہے۔

یہ ہمارے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے پورے چھ کے چھ گوشوں کا حال ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم اسلام کو بطور دین کس حد تک مانتے ہیں۔ جو بھی کبھی خیال آتا ہے کہ۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر!

پریس ریلیز 20 اکتوبر 2017ء

مہنگائی سے پسی ہوئی غریب قوم پر ٹیکسوں کی بھرمار ظلم ہے

اگر ہم نے افغانستان میں امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوئی کارروائی کی تو یہ پاکستان کے مستقبل کو تباہ کرنے کے مترادف ہوگا

امریکہ نہ کبھی ماضی میں اسلام اور پاکستان کا خیر خواہ ثابت ہوا ہے نہ مستقبل میں اس سے توقع ہے

حافظ عاکف سعید

مہنگائی سے پسی ہوئی غریب قوم پر ٹیکسوں کی بھرمار ظلم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک طرف حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ پاکستان کی معاشی بدحالی دشمنوں کا پراپیگنڈا ہے جو بے بنیاد اور جھوٹا ہے اور دوسری طرف بے شمار آئٹمز جن میں بنیادی ضروریات کی اشیا بھی شامل ہیں، اُن پر بے دردی سے ٹیکس لگا رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر معاشی صورتِ حال اچھی ہے تو سال کے وسط میں نئے بجٹ اور نئے ٹیکسوں کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ امریکہ کے پاک افغان بارڈر پر ڈرون حملوں کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ ظاہری طور پر یہ ایک خوش آئند قدم ہے جس سے افغانستان سے پاکستان آکر دہشت گردی کرنے والے اور معصوم شہریوں کو ہلاک کرنے والے لوگ اپنے انجام کو پہنچے لیکن عام پاکستانی کے ذہن میں یہ تشویش پیدا ہوگئی ہے کہ کیا جوابی طور پر پاکستان بھی افغانستان میں امریکہ کی مدد کرنے جارہا ہے۔ اگر ہم نے افغانستان میں امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوئی کارروائی کی تو یہ پاکستان کے مستقبل کو تباہ کرنے کے مترادف ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ قوم کو خطے میں امریکی سرگرمیوں پر سخت نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ نہ کبھی ماضی میں اسلام اور پاکستان کا خیر خواہ ثابت ہوا ہے نہ مستقبل میں اس سے توقع ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ تضاد ہرگز پسند نہیں ہے کہ جہاں دل چاہے اللہ کی مان لو، اور جہاں دل چاہے من چاہی زندگی جیو، جہاں دل چاہے شیطان کی بندگی، جہاں دل کرے معاشرے کے رسم و رواج کی بندگی، جہاں دل کرے مغربی جمہوری نظام کی بندگی۔ اللہ نے ہمارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے اور اللہ راضی بھی اس وقت ہوگا جب ہم دین کے ان چھ گوشوں پر عمل پیرا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتا دیا کہ:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران) ''اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو وہ اس کی جانب سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور پھر آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو کر رہے گا۔''

دنیا کی چند دن کی زندگی جیسے تیسے گزر جائے گی اس لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالجزا نہیں بنایا ہے بلکہ دارالامتحان بنایا ہے۔ اس امتحان میں کامیابی کا اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے دین اسلام کے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء و رسل جو دعوت لے کر آئے وہ اسلام کی دعوت تھی۔ اس حوالے سے میں آپ کے سامنے قرآن مجید کے کچھ اشارے رکھوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں۔ جب وہ لوگوں کے سامنے دعوت رکھتے ہیں تو اپنا تعارف اس طرح کراتے ہیں:

﴿اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (یونس) ''میرا اجر تو اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کے فرمانبردار بندوں میں سے رہوں۔''

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (آل عمران) ''(تمہیں بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ) ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ تو بالکل یکسو ہو کر اللہ کے فرماں بردار تھے۔ اور نہ وہ مشرکوں میں سے تھے۔''

پتا یہ چلا کہ اگر کوئی واقعی مسلم ہے تو وہ مشرک نہیں ہو سکتا۔ ابراہیم علیہ السلام کی ساری زندگی امتحانوں کی زندگی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں تو سورۃ الصّٰفّٰت میں ذکر ہے کہ ان باپ بیٹے نے اسلام کا مظاہرہ کیسے کیا:

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝﴾ ''پھر جب دونوں نے فرمانبرداری کی روش اختیار کر لی اور ابراہیمؑ نے اس کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔''

یہ ہے اسلام کہ اللہ کے حکم کے سامنے اپنی عزیز ترین چیز کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرنا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ ''اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا' یقیناً ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنین کو۔''

یہاں پر یہ بتایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام بھی مسلم تھے، اور انسان مسلم کیسے بنتا ہے، اللہ نے یہ بھی بتا دیا۔ یہی کچھ رویہ ان دونوں کا تھا۔ جب وہ دونوں اللہ کے گھر کی تعمیر نو کر رہے تھے اس وقت اللہ سے دعا مانگ رہے تھے کہ:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ﴾ ''اور اے ہمارے رب! ہمیں اپنا مطیع فرمان بنائے رکھ'

اندازہ کیجیے ایک مسلم ہم ہیں کہ مسلم نام کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔ جارج برنارڈ شا کا قول ہے کہ جب میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو مجھے اس سے بہتر اور اعلیٰ کتاب نظر نہیں آتی 'لیکن جب میں مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان سے بدتر قوم نظر نہیں آتی۔ حالانکہ یہ نام وہ ہے جس کے لیے ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام اللہ سے دعا کر رہے ہیں۔

﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠﴾ (البقرۃ:128) ''اور ہم دونوں کی نسل سے ایک اُمت اٹھائیو جو تیری فرماں بردار ہو۔''

اسلام جیسی عظیم نعمت کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیے کہ یہ دعائیں کہاں ہو رہی ہیں اور دعا کرنے والی عظیم ہستیاں کون ہیں؟ لیکن ہمارے ہاں بہت سے بھائی ایسے ہیں جن کا اسلام صرف عید کے عید جاگتا ہے۔ یعنی وہ عید کے دن ہی سر جھکاتے ہیں۔ جبکہ اسلام کا سرٹیفکیٹ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دیا تو صرف اس لیے کہ:

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (البقرۃ) ''جب بھی کہا اُس سے اُس کے پروردگار نے کہ مطیع فرمان ہو جا تو اُس نے کہا میں مطیع فرمان ہوں تمام جہانوں کے پروردگار کا۔''

یعنی رب کا جو حکم آیا اسے پورا کیا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے، اور نہ صرف خود یہ کیا بلکہ:

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ﴾ ''اور اسی کی وصیت کی تھی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی۔ (کہ) اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے''

﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ) ''پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان!''

اللہ تعالیٰ کا یہ تقاضا صرف انہی سے نہیں تھا، یا ان کا اپنی اولاد سے نہیں تھا بلکہ اللہ نے ہمیں بھی یہی آرڈر دیا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

یہ اتنی فکرمندی کی بات ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت دوبارہ اپنے بیٹوں سے پڑتال کی:

﴿اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰــهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ) ''جب کہا اپنے بیٹوں سے کہ تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد؟ انہوں نے کہا ہم بندگی کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء ابراہیمؑ' اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی وہی ایک معبود ہے اور ہم سب اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔''

یعنی بنی اسرائیل نے بھی اس وقت کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے لوط علیہ السلام کے گھر کی نشاندہی قرآن یوں کرتا ہے:

﴿فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (الذاریات) ''تو نہیں پایا ہم نے اس میں سوائے ایک گھر کے کسی کو مسلمانوں میں سے۔''

یعنی قرآن کے مطابق لوط علیہ السلام مسلم تھے۔ اسی طرح دیکھیے کہ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کرتے ہیں:

﴿تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (یوسف) ''مجھے وفات دیجیو اسلام کی حالت میں اور مجھے شامل کر دیجیو اپنے صالح بندوں میں۔''

بعد میں بنی اسرائیل نے یہودی کہلانا شروع کر دیا لیکن آپ دیکھیے کہ شروع میں سب نے مسلمان ہونا ہی بہتر سمجھا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا قول سورۃ یونس میں نقل ہوا ہے کہ: ﴿وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝﴾ (یونس) ''اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اگر تم اللہ پر ایمان لے آئے ہو تو اب اُسی پر توکل بھی کرو اگر تم

واقعتاً مسلمان ہو۔‘‘

موسیٰ علیہ السلام کا دین بھی اسلام تھا اور ان کے سچے پیروکار بھی مسلم تھے۔حتیٰ کہ فرعون نے بھی عین آخری وقت میں جب پانی اُسے نگلنے والا تھا تو اُس نے کہا:

﴿قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۰﴾ (یونس) ’’کہنے لگا کہ میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں‘ اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔‘‘

فرعون بھی آخری وقت میں اسلام لانا چاہتا تھا لیکن جب سامنے اللہ کا عذاب ہو تو اس وقت کا اسلام اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے۔اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر جب ملکہ سبا ایمان لے آئی تو اس نے اعلان کیا:

﴿قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۴﴾ (النمل) ’’اُس نے کہا: اے میرے پروردگار! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں نے سلیمانؑ کے ساتھ اللہ کی اطاعت اختیار کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

ظاہر ہے سلیمان علیہ السلام خود مسلمان تھے تو ان کے پیروکار بھی مسلمان کہلائے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن میں یوں ہوتا ہے۔

﴿وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱۱﴾ (المائدہ) ’’اور (یاد کرو میرے احسان کو) جب میں نے اشارہ کیا حواریوں کو کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر۔تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (اے عیسیٰؑ آپ بھی) گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔‘‘

انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم عیسائی ہیں بلکہ انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔یہی بات قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے سارے انبیاء کے بارے میں آئی ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا﴾ (المائدہ:44) ’’یقیناً ہم نے ہی نازل فرمائی تھی تورات۔اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی تھا۔اس کے مطابق فیصلے کرتے تھے انبیاء جو کہ سب اسلام کے سچے پیروکار تھے۔‘‘

یعنی سارے انبیاء کا دین اسلام تھا۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سورۃ الزمر میں کہلوایا گیا کہ

﴿قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۱۱ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۲﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے مجھے تو حکم ہوا ہے کہ میں بندگی کروں اللہ کی اُس کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔اور مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلا فرماں بردار میں خود بنوں۔‘‘

اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ سے بندگی کا اظہار اس طرح سے بھی کروایا گیا:

﴿قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵﴾ (الانعام:15) ’’کہہ دیجیے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے خوف ہے ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب کا۔‘‘

آپ ﷺ سے پارسا ہستی اس دنیا میں نہ آئی ہے اور نہ آئے گی۔ یہاں ہمیں بتانا مقصود ہے کہ کسی کو اپنے تقویٰ پر زعم نہ ہو جائے‘ کبھی بھی انسان اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ میں نے بندگی کا حق ادا کر دیا اور کبھی بھی جانتے بوجھتے معصیت میں منہ نہ مارو۔اسی طرح سورۃ الانعام کے اندر یہ بات کہلوائی گئی کہ

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۲﴾ ’’آپ کہیے میری نماز‘ میری قربانی‘ میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

﴿لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۶۳﴾ ’’اُس کا کوئی شریک نہیں‘ اور مجھے تو اسی کا حکم ہوا ہے اور سب سے پہلا مسلمان میں خود ہوں۔‘‘ یعنی ؎

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی!

اس طریقے سے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مسلم ہیں تو ہم اللہ سے یہ commitment کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم پوری زندگی شعوری طور پر اللہ کی بندگی کریں گے۔ ہر وقت مال اور جان اللہ کی خوشنودی کے لیے لگانے کے لیے تیار رہیں گے اور اپنی عزیز ترین شے بھی رضائے الٰہی کے لیے قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہمارے لیے بھی اسلام محض ایک رسم ہے، جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی
رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے!
وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے!
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے!

ہمیں چاہیے کہ ہم سچا مسلمان بننے کی کوشش کریں کیونکہ اسی میں ہماری نجات ہے۔اس کے لیے ہمیں اللہ سے خلوص نیت سے دعا بھی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ہمارے لیے ہر لحاظ سے راہنمائی دی ہے۔ مضمون کا اختتام ہم ایسی ہی ایک دعا سے کرتے ہیں جس میں بڑی جامعیت کے ساتھ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور مسلمان بننے کی توفیق کی دعا سکھائی گئی ہے۔

﴿قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ﴾ ’’وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کر سکوں تیرے انعامات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے۔‘‘ ﴿وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ﴾ ’’اور یہ کہ میں ایسے اعمال کروں جنہیں تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں بھی اصلاح فرما دے۔‘‘ ﴿اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۵﴾ (الاحقاف) ’’میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں (تیرے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔‘‘

اس دعا میں ساری کی ساری اللہ سے توفیق مانگی جا رہی ہے اور جو کوتاہیاں ہو گئیں ان پر توبہ ہے۔ارادہ میرا مسلمان بننے اور رہنے کا ہے تو یہ پورا اللہ تعالیٰ کرائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کو بطور دین اختیار کرنے اور بطور مسلمان جینے اور مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

تنظیمی اطلاع

حلقہ سکھر میں نئی مقامی تنظیم ’’رحیم یار خاں‘‘ کا قیام

امیر حلقہ سکھر نے ملتزم رفقاء کی تعداد کے پیش نظر ایک نئی مقامی تنظیم ’’رحیم یار خاں‘‘ قائم کرنے کی تجویز ارسال کی تھی۔ امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 ستمبر 2017ء میں مشورہ کے بعد اس تجویز کو منظور فرمایا اور امیر حلقہ کو مقامی امیر کے لیے رفقاء سے آراء حاصل کر کے اپنی و نائب ناظم اعلیٰ کی سفارش سمیت ارسال کرنے کی ہدایت فرمائی۔

سلسلہ وار 43 مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ 6

25	آں نظامِ کہنہ را برہم زد ست	تیز نیشے بر رگِ عالم زد است

اس نے (صدیوں سے مستحکم) نظام سرمایہ داری کو درہم برہم کردیا ہے کہ نعرۂ 'لَا' سے عالمی ضمیر کی رگ (حیات) پر نشتر چلا دیا ہے

26	کردہ ام اندر مقاماتش نگہ	لَا سلاطین ، لَا کلیسا ، لَا اِلٰہ

میں نے اس (روسی) انقلاب کے دعووں (اور نعروں) پر غور کیا ہے (ان کے ہاں) لا سلطان، لا کلیسا، اور لا اِلٰہ ہی (کی تعلیم) ہے

27	فکر او در تند بادِ لَا بماند	مرکب خود را سوئے اِلَّا نراند

اس (انقلاب) کی فکر 'لَا' کی تند ہوا (کی رو) میں بے منزل رہ گئی اور 'اِلَّا' کی منزل کی طرف اپنی سواری کا رُخ نہیں کرسکی

28	آیدش روزے کہ از زورِ جنوں	خویش را زیں تند باد آرد بروں

ایک دن آئے گا کہ (اس انقلاب کے کرتا دھرتا) نعرۂ 'لَا' کی دیوانگی کی شدت (کی تند ہوا) سے اپنے آپ کو علیحدہ کر کے اپنی منزل مراد تلاش کریں گے

29	در مقامِ لَا نیاساید حیات	سوئے اِلَّا می خرامد کائنات

مقام 'لَا' پر آکر انسانی حیات (زیادہ دیر) آسودگی نہیں پاتی بلکہ (فطری دباؤ اور پیاس کے زیر اثر) خود بخود یہ کائنات 'اِلَّا' (کی جستجو) کی طرف رواں ہوجاتی ہے

25۔ یہ حرف 'لا' ہی کا نتیجہ تھا کہ 'فکر چالاک یہود' کا شاخسانہ یہ سود پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام ڈول گیا اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے نزدیک و دُور سے دنیا کے 70 ممالک اس انقلاب اور نعرۂ 'لا' کا شکار ہوگئے اور اس طرح معنوی طور پر عالمی سرمایہ داری کی شہ رگ پر ایک تیز دھار نشتر رکھ دیا گیا۔

26۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں میں نے اس انقلاب کے فلسفہ اور نظریہ پر نظر ڈالی ہے اس کے دعوے اور نعرے سنے ہیں۔ اس کے پس پشت وہی نظریۂ 'لا' کار فرما ہے یعنی 'لا سلاطین' ـــــ کوئی بادشاہ، شہنشاہ نہیں، کوئی مذہبی چودھراہٹ (تھیوکریسی) نہیں اور غیر اللہ سب مخلوق ہے اس میں کوئی الٰہ نہیں ہوسکتا گویا مغربی افکار کی جڑ پر تیشہ رکھ دیا گیا۔

27۔ آغاز کار صحیح ہونے کے باوجود بانیانِ انقلابِ روس کے ذہن اور فکر میں ایسا فکری اور روحانی خلا تھا کہ جس کی وجہ سے نعرۂ 'لا' کے نتیجے میں پست طبقات کا خون تو گرما دیا گیا اور ایک جنون بھر دیا گیا اور مگر آہ! وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف' کے مصداق اپنے نصب العین کو کھو بیٹھا۔ اس انقلاب کے کارپردازان نے اس انقلابی قوت کا رُخ 'اِلا' کی طرف نہ پھیرا اور اس طرح انسانی فکری سطح پر باطل کے خلاف کی گئی ایک عظیم کوشش ناکام ہو کر بعد میں آنے والوں کے لیے کانٹے بوگئی۔

28۔ میری نگاہ دیکھ رہی ہے کہ روسی انقلاب کے عالی دماغ رہنما ایک دن رُک کر جوشِ جنوں میں کھوئی ہوئی منزل کی تلاش میں سر جوڑ کر بیٹھیں گے اور اپنی نظریاتی جدوجہد کی حقیقی منزل 'اِلا اللہ' کی طرف متوجہ ہوں گے (اور اسلام کی طرف رجوع کریں گے)۔

29۔ علامہ اقبال کے فکر بلند کے نزدیک خالق ارض و سماء نے فکر انسانی کو آسمانی وحی اور اعلیٰ انسانی کردار رکھنے والے پیغمبروں کے ذریعے جس بلندی تک پہنچایا تھا اب ختم نبوت کے بعد انسان خود اپنے جذبِ دروں اور فاطر فطرت کی طرف سے ودیعت شدہ صلاحیتوں کے بل بوتے پر اُسی اعلیٰ انسانی اخلاقی عادلانہ نظام تک رسائی کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور فلسفیانہ سطح پر HIT & TRIAL کے ذریعے آگے کی طرف سفر کر رہا ہے۔ روسی انقلاب کی جدوجہد اسی سفر کا ایک اہم سنگِ میل تھا۔ بقول علامہ اقبال انسان نے جو کچھ پایا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عطا کردہ روشنی سے پایا ہے یا ابھی اس 'نور' اور روشنی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ست

علامہ اقبال کے نزدیک فکر انسانی کبھی مقام 'لا' پر زیادہ دیر سکون نہیں پاتا بلکہ 'الحاد پرستی' کے دعوے کے باوجود زندگی میں ایک خلا محسوس کرتا ہے اور جلد یا بدیر، اپنے اندر کے جذبۂ خیر کے دباؤ اور تلاشِ حقیقت کے جذبے کے تحت، خواہی نخواہی قافلۂ انسانیت 'اِلا اللہ' کی جستجو میں دیوانہ وار آگے بڑھے گا۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات
وہ مذہبِ مردان خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ مُلا و جمادات و نباتات

تیسری عالمی جنگ کی طرف دنیا کو یہودی عالمی قوت دھکیل رہی ہے تاکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی قوت کا جو مرکز لندن سے واشنگٹن منتقل ہوا تھا، تیسری عالمی جنگ کے ذریعے اُسے تل ابیب منتقل کیا جا سکے: ایوب بیگ مرزا

حضورﷺ کی احادیث کے مطابق اس وقت دنیا ایک عالمی جنگ آرمیگاڈون کی طرف بڑھ رہی ہے۔اس کا میدان شام میں سجے گا یا خراسان میں اور خراسان میں ہمارے شمالی علاقہ جات اور افغانستان شامل ہیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

تیسری عالمی جنگ اور ہماری تیاریاں کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: امریکہ کا یہ بیان کہ وہ پاکستان کے خلاف حتمی اقدام سے پہلے پاکستان کو ایک اور موقع دینا چاہتا ہے۔اس کی ان دھمکیوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا امریکہ اور پاکستان کے تعلقات کبھی بھی دوستانہ رہے ہیں یا آقا اور غلام کے رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ سمجھنے کے لیے تھوڑا پس منظر میں جانا پڑے گا۔جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا بائی پولر ہو گئی تھی یعنی دنیا میں دو سپر قوتیں اُبھر کر سامنے آئیں تھیں۔ایک امریکہ اور دوسری سوویت یونین۔جبکہ امریکہ کا خواب یہ تھا کہ صرف وہی ایک سپریم پاور آف دی ورلڈ ہو۔چنانچہ تمام مدمقابل قوتوں کو تہہ و بالا کر کے اپنی عالمی شہنشاہیت کا خواب پورے کرنے کے لیے اس وقت اس نے ایک اسٹریٹجی بنائی۔اُس اسٹریٹجی کے مطابق سب سے پہلے اُس نے اپنے سب سے بڑے حریف سوویت یونین کو ٹارگٹ کیا۔چونکہ سوویت یونین non believers کی ریاست تھی، یعنی وہ اللہ کو نہیں مانتے تھے۔اس لیے اس کے خلاف امریکہ نے مسلمان ریاستوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔اس زمانے میں پاک امریکہ دوستی کے بڑے چرچے رہے۔جب اس کا پہلا مقصد پورا ہو گیا یعنی وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ بن گیا تو اب اس کو مستقبل میں اپنا تصادم اسلامی نظریے سے دکھائی دینے لگا۔یعنی اُس کی نظر میں اسلامی ریاستوں سے پہلے نظریاتی تصادم اور پھر آگے بڑھ کر عسکری تصادم کے امکانات تھے۔ان امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے یوٹرن لیا۔یعنی پہلے جو جہاد کی حمایت تھی یا اسلام سے محبت کے دعوے تھے وہ سب تمام ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ ایک مہم جوئی کا آغاز کر دیا۔ایک طرف اس نے نائن الیون کا ڈراما رچا کر افغانستان، عراق، لیبیا، شام وغیرہ کو نشانہ بنایا اور دوسری طرف عالمی میڈیا کے ذریعے دہشت گردی کی آڑ میں اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا شروع کر دیا۔اب تک سعودی عرب سمیت تقریباً تمام اسلامی ریاستیں امریکہ کے سامنے سجدہ ریز ہو چکی ہیں۔پاکستان بھی امریکی ڈکٹیشن قبول کرتا رہا ہے اور آپ کے سوال کو سامنے رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کا امریکہ سے رشتہ کسی حد تک آقا اور غلام کا رشتہ تھا۔لیکن خوش قسمتی سے پاکستان کو ایک استثنیٰ حاصل ہے کہ یہ ایک ایٹمی طاقت ہے۔خوش قسمتی اس لیے کہ ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر آج تک ہماری حکومتوں نے کوئی کام اچھا کیا یا نہیں کیا لیکن ایک اچھا کام ضرور کیا کہ اپنی ایٹمی صلاحیت کی پوری طرح حفاظت کی۔یعنی باقی سارے معاملات میں سرنڈر کیا لیکن اس معاملے میں سرنڈر نہیں کیا۔پاکستان کی یہی صلاحیت امریکہ کے لیے ناقابل قبول ہے کیونکہ عالمی شہنشاہیت کے حوالے سے امریکہ پر اسرائیل کا قبضہ ہے اور اسرائیل اپنے لیے پاکستان کی اس صلاحیت کو بہت بڑا خطرہ سمجھتا ہے۔لہٰذا پاکستان کی اس صلاحیت کو ختم کرنے کے لیے ہی انہوں نے پاکستان کا رُخ کیا تھا۔افغانستان یا نائن الیون سب بہانے تھے۔اسی وجہ سے جنرل حمید گل مرحوم شروع سے کہا کرتے تھے کہ نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ۔

سوال: اب جو دھمکی آئی ہے کہ ہم پاکستان کو آخری موقع دے رہے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

ایوب بیگ مرزا: چونکہ وہ براہ راست ایٹمی قوت کی بات نہیں کرتے اس لیے انہوں نے فی الحال یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ان کے بقول پاکستان افغانستان میں دہشت گردی کروا رہا ہے۔لہٰذا انہوں نے پاکستان میں 29 ٹارگٹس مقرر کیے ہیں کہ ہم ان 29 جگہوں پر پاکستان میں حملہ کر سکتے ہیں جن میں ہمارا مرید کے بھی شامل ہے۔لیکن اصل میں ان کی دشمنی ہمارے ایٹمی پروگرام سے ہے۔اگر پاکستان اپنی ایٹمی صلاحیت سرنڈر کر دے تو یہ حملہ نہیں ہوگا۔دوسری طرف یہ بھی ہے کہ پاکستان اپنی ایٹمی صلاحیت سرنڈر کرتا ہے تو انڈیا اس کو ایک دن کے لیے بھی نہیں چھوڑے گا۔

سوال: کیا واقعی اصل نشانہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام ہی ہے؟ اور جو ان کے 29 ٹارگٹس ہیں ان کے لیے وہ کونسا طریقہ اختیار کریں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے ایٹمی ہتھیاروں کے حوالے سے ان کا بغض کوئی آج کی بات نہیں ہے بلکہ سابق امریکی صدر بش جونیئر کے دور کی امریکہ کی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس کا بیان آن دی ریکارڈ ہے کہ we now how to tackle with the nuclear threat of Pakistan. یعنی ہم نے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کا بندوبست کر رکھا ہے۔لیکن اس کے لیے ان کی اسٹریٹجی کیا ہوگی یہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا۔ابھی انہوں نے صرف دھمکی دی ہے اور اس میں بھی انہوں نے مبہم رکھا ہے۔ان کے جو 29 ٹارگٹس ہیں وہ ان کے اندازے ہیں کہ یہاں یہاں دہشت گردوں کے اڈے ہیں اور ان کو ہم ٹارگٹ کر دیں گے۔یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ یہی کریں۔اس کے علاوہ بھی ان کے پاس دوسرے حربے ہو سکتے ہیں۔جیسا کہ ریمنڈ ڈیوس جیسے لوگوں کو پھیلا دیں، ملک میں دہشت گردی پھیلا دیں، افراتفری کی کیفیت پیدا کر دیں۔یعنی مختلف اسٹریٹجیز ہو سکتی

ہیں۔ضروری نہیں کہ وہ ہمارے نیوکلیئر ہتھیاروں کوڈائریکٹ ٹارگٹ کریں۔ پاکستان ہمیشہ امریکہ کی مانتا رہاہے اوراب بھی امریکہ یہی چاہتا ہے کہ پاکستان اسی کی غلامی میں رہے،اسی کی مانتا رہے اوردوسرے ملکوں میں جا کرلڑتا رہے۔اصل میں امریکہ پاکستان کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ پاکستان افغانستان میں جا کر طالبان سے لڑے۔کیونکہ افغان آرمی وہاں ناکام ہوچکی ہے۔لیکن یہ مطالبہ چونکہ انتہائی غیر منطقی ہےاور پاکستان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے تو اس لیے امریکہ پاکستان پردباؤ بڑھانے کے لیے ایسا کررہا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ٹرمپ نے اقتدار سنبھالنے کے بعدجو پاک افغان پالیسی ترتیب دی تھی تو اس میں پاکستان کوموقع دینے کی بات نہیں کی تھی ،لیکن جب ان کے وزیر دفاع نے انڈیا کا دورہ کیا جہاں اسے بہت مایوسی ہوئی کیونکہ بھارت نے اپنی فوج افغانستان بھیجنے سے صاف انکار کردیا تواس سے ان کو بہت بڑا دھچکا لگا اوراب وہ پاکستان کے حوالے سے پالیسی کو نرم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ کہا گیا کہ ہم پاکستان کوایک موقع اور دیں گے۔ اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں افغانستان کے معاملے میں پاکستان پرانحصار کرنا پڑے گا۔

سوال: ہم روس کے خلاف امریکہ کے آلۂ کار بنے ،پھر افغان جنگ میں اس کے آلۂ کار بنے ،اوراس کے کہنے پر اپنے لوگوں کو مارا۔کیاہماری قیادتوں (سیاسی وعسکری) کو سمجھ نہیں آتی کہ ہم یہ کیا کررہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ جوملک معاشی طور پرمضبوط نہیں ہوگا وہ آزاد خارجہ پالیسی نہیں بنا سکتا، اگرچہ ہماری معاشی حالت کبھی بھی اچھی نہیں رہی لیکن اس وقت ہم معاشی لحاظ سے بہت بدحالی کا شکار ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ اقتدار میں آنے کے بعد ہمارے حکمران عوام کا اعتماد حاصل کرنے کی بجائے امریکہ کی حمایت کے حصول کی جدوجہد میں لگ جاتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہیں امریکہ کی مدمل جائے تو ان کی کرسی مضبوط ہوجائے گی۔اگر ہمارے حکمران امریکہ کی اتنی غلامی نہ کرتے تو ہماری معاشی حالت آج ایسی نہ ہوتی۔ آج یہ حالت اسی وجہ سے ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کے مفادات کے خلاف امریکی مفادات کی باتیں زیادہ مانیں۔ ان میں ہمارے سول اور فوجی دونوں قسم کے حکمران شامل ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایوب خان نے Friends not masters کتاب لکھی تو تھی، لیکن اصل میں وہ ذاتی طور پر سمجھتا تھا کہ they are masters۔اپنے آپ کو اور قوم کو تسلی دینے کے لیے اس نے لکھ دیا کہ فرینڈز ناٹ ماسٹرز۔دراصل ہمارے حکمران چاہے وہ سیاسی ہوں یا عسکری، ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ ان کے اقتدار کوامریکہ کی آشیر باد سے استحکام ملے۔

سوال: نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئیوں ،موجودہ عالمی تعلقات وحالات کے تناظر میں آپ پاکستان کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پاکستان کا قیام ایک نظریہ کی بنیاد پرعمل میں آیا تھا۔اگر وہ نظریہ برقرار رہتا تو یہاں نہ انتشار ہوتا اور نہ اس ملک کے ٹکڑے ہوتے۔موجودہ پاکستان کی بقاء کا راز بھی اسی نظریے میں پنہاں ہے۔ورنہ یہاں پرمختلف قومیتیں ہیں اور آپ کی اسمبلیوں میں ان قومیتوں کی بنیاد پر تعصبات کو آواز دی جاتی ہے۔پاکستان

> امریکہ نے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کوختم کرنے کے لیے ہی افغانستان کا رُخ کیا تھا۔اسی وجہ سے جنرل حمید گل شروع دن سے کہا کرتے تھے کہ نائن الیون بہانہ،افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ ہے۔

کے قیام کے ایک سال بعد اسرائیل بھی نظریاتی طور پر وجود میں آیا تھا اور وہ آج بھی اپنے نظریے پر قائم ہیں،ان کی مقدس کتاب تالمود ان کا آئین ہے۔انہوں نے دنیا بھر میں ہولوکاسٹ کے حوالے سے بولنا جرم قرار دلوایا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں توہین رسالت کے قانون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔بہرحال نبی اکرم ﷺ کی پیشن گوئیوں کے مطابق اس وقت دنیا ایک بڑی جنگ آرمیگاڈان کی طرف جارہی ہے۔اس جنگ کا میدان کہاں سجے گا؟اس حوالے سے احادیث میں دومقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔یعنی ایک شام کا علاقہ ہےاوردوسرا خراسان کا علاقہ۔ شام کا علاقہ کچھ فاصلے پر ہے لیکن خراسان کا علاقہ ہمارے شمالی علاقہ جات اور افغانستان پر مشتمل ہے۔اس وقت مشرق وسطیٰ،روس اور پاکستان کے درمیان کے علاقوں میں تنازعات موجود ہیں۔ جن میں امریکہ براہ راست ملوث ہے۔اس کے علاوہ چین اورروس کے اپنے مفادات ہیں۔پاکستان ایک بفرزون ہے،یعنی ایک طرف روس اور چین ہیں اور دوسری طرف امریکن مفادات ہیں۔عرب مما لک تقریباً امریکہ کے تابع ہیں،اب صرف پاکستان رہ گیا جس کے حوالے سے امریکہ کوششیں کررہا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اگر توزمینی حقائق اور پاکستان کے داخلی معاملات کا جائزہ لیں جیسا کہ پاکستان اپنے داخلی انتشار،معاشی بدحالی اوراخلاقی زوال کے نکتۂ عروج پر ہے تو اس کا انجام منہ سے نکالا نہیں جاسکتا۔لیکن دنیا میں بعض معجزات ایسے بھی رونما ہو جاتے ہیں جو انسان کی عقل میں نہیں آتے۔ پاکستان کا بن جانا بھی ایک معجزہ تھا اور اس کا ایٹمی صلاحیت حاصل کر لینا بھی ایک معجزہ ہے۔ پھر پاکستان کی جغرافیائی لوکیشن کو دیکھا جائے تو بھی پاکستان ایک خاص پوزیشن پر کھڑا نظر آتا ہے۔اگر دیکھا جائے تو پاکستان امریکہ سے دھکیلا جاچکا ہے لہٰذا وہ خواہی نہ خواہی چین اور روس کی طرف جاچکا ہے۔اگر کوئی تیسری عالمی جنگ چھڑتی ہے تو تقسیم ایسی بنتی ہے کہ روس اور چین ایک طرف ہوں گے اور امریکہ ایک طرف ہوگا،اور پاکستان کو اپنے ساتھ ملانا روس اور چین دونوں کی مجبوری ہوگی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امریکہ پاکستان کو ملیا میٹ کردے تو وہ بھی اتنا آسان نہیں ہے۔کیونکہ پاکستان کے پاس ایک ایسا عذر ہے کہ جس کی بنیاد پر امریکہ کوروکا جاسکتا ہے۔مثال کے طور پر جنرل ضیاء الحق نے ایک دفعہ کہا تھا کہ پاکستان پر جس طرف سے بھی حملہ ہوا تو ہم اس کا جواب بھارت کو دیں گے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ بھارت کے علاوہ ہمارا دنیا میں کوئی اور دشمن ہے۔موجودہ حالات میں بھی یہ ایک ایسی اسٹریٹجی ہے جس کو اگر پاکستان اپنا لے تو ہم سمجھتے ہیں کہ پھر انڈیا خود دنیا کو پاکستان پر حملہ کرنے سے روکے گا۔لہٰذا اللہ اس طرح کے معاملات بھی بنا دیتا ہے۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔ جیسا کہ بے شمار مواقع پر اس نے پاکستان پر اپنا فضل کیا۔اب بھی اگر ہمارا بچنا اللہ کو منظور ہوا تو ہم اس جنگ سے بچ جائیں گے۔

سوال: دنیا کے دانشور پیشین گوئیاں کررہے ہیں کہ دنیا تیسری عالمی جنگ کی طرف دھکیلی جارہی ہے اور وہ دلائل سے ثابت بھی کررہے ہیں۔خاص طور پر ٹرمپ کے آنے کے بعد وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ خدشہ اور زیادہ بڑھ گیا ہے۔کیا تیسری جنگ عظیم واقعی قریب ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اگرغور کریں توٹرمپ کو انتخابات میں کامیابی امریکن نیشنلزم کو اجاگر کرنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔اس نے امریکہ فرسٹ سارٹ کا نعرہ لگایا تھا جس کی وجہ سے عوام نے اسے ووٹ دیے۔الیکشن مہم کے دوران اس کا کہنا تھا کہ ہم امریکی معیشت کو مضبوط کریں گےاورامریکہ دنیا کے جن معاملات میں اُلجھا ہوا ہے جن کی

وجہ سے امریکی معیشت کو نقصان ہو رہا ہے، اُن سے ہم امریکہ کو نکالیں گے۔ چونکہ ٹرمپ خود ایک بزنس مین ہے اس لیے یہ نظر آ رہا تھا کہ وہ اپنی پالیسیز کو جاری رکھے گا اور امریکہ کو افغانستان، شام، عراق وغیرہ سے نکالے گا۔ لیکن حکومت میں آنے کے بعد اس نے امریکہ کی سابقہ پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اُلٹا دوسرے ممالک کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ نظر یہی آ رہا ہے کہ وہ دنیا کے معاملات میں الجھتا جا رہا ہے۔ ٹرمپ کے اپنے ایک عہدیدار نے کہا ہے کہ ٹرمپ دنیا کو تیسری عالمی جنگ کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ احادیث میں اس جنگ کی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ دنیا میں بے شمار اسلحہ جمع ہو چکا ہے اور کئی ممالک کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔ لگتا یہی ہے کہ تیسری عالمی جنگ کے لیے سٹیج سیٹ کیا جا رہا ہے۔ لیکن وہ اس معاملے میں بڑے چالاک ہیں کہ وہ اپنے علاقوں میں اس جنگ کو نہیں ہونے دیتے۔ مثلاً یوکرائن کے معاملے میں امریکہ اور روس آمنے سامنے آ گئے تھے اور لگتا تھا کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہونے والی ہے۔ لیکن انہوں نے وہاں پسپائی اختیار کر لی۔ پھر شام میں کافی عرصے سے حالات خراب ہیں اور شام کے حوالے سے احادیث بھی ہیں۔ لیکن اب شام کا معاملہ بھی بہت ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ اب وہ کوئی اور جگہ تیسری عالمی جنگ کے لیے سیٹ کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: حضورﷺ کی احادیث کو سامنے رکھیں تو پتا چلتا ہے کہ حضرت مہدی آئیں گے اور وہ اس جنگ میں مسلمانوں کی قیادت کریں گے اور دجال آئے گا جس کو حضرت عیسیٰؑ قتل کریں گے۔ یہودی بھی ایک مسایاح کے منتظر ہیں کیا موجودہ حالات اس حوالے سے کافی قریب نہیں پہنچ گئے؟

ایوب بیگ مرزا: ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ دجال اُس وقت آئے گا جب اس کا ذکر منبر و محراب سے بند ہو جائے گا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ تیسری جنگ عظیم کی طرف دنیا کو عالمی یہودی قوت دھکیل رہی ہے اور وہ اس لیے دھکیل رہی ہے تاکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی قوت کا مرکز جو لندن سے واشنگٹن منتقل ہوا تھا وہ تیسری عالمی جنگ کے ذریعے واشنگٹن سے تل ابیب منتقل ہو جائے۔ لیکن چونکہ یہودی تعداد میں بہت تھوڑے ہیں لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ کے ذریعے دنیا کی آبادی 80 فیصد کم ہو جائے تاکہ وہ دنیا کو کنٹرول کر سکیں۔

آصف حمید: انہوں نے آج بھی دنیا کو اپنے کنٹرول میں رکھا ہوا ہے۔ میرے خیال میں ان کا مقصد دینی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو انہوں نے مانا نہیں وہ جس شدت سے اپنے مسایاح کا انتظار کر رہے ہیں لگتا یہی ہے کہ وہ اس کے لیے سٹیج سیٹ کر رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دنیا کو کنٹرول کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنا آخری ہدف ابھی تک حاصل نہیں کر سکے۔ اس لیے کہ دنیا بہت بڑی ہے اور وہ صرف ڈیڑھ کروڑ ہیں۔ لہٰذا میرے خیال میں ان کے نزدیک دینی اور دنیوی دونوں مقاصد ہیں۔

سوال: سعودی عرب میں شاہ سلمان کے آنے کے بعد داخلی اور خارجی پالیسیوں میں بڑی تبدیلی نظر آ رہی ہے۔ داخلی طور پر عورتوں کی آزادی کے حوالے سے کچھ اقدام کیے ہیں اور خارجی طور پر امریکہ اور روس سے معاہدات۔ خاص طور

> پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر بنا تھا۔ اگر وہ نظریہ برقرار رہتا تو نہ ملک میں انتشار پیدا ہوتا اور نہ اس ملک کے ٹکڑے ہوتے۔ اب بھی پاکستان کی بقاء کا راز اسی نظریہ میں پنہاں ہے

پر امام کعبہ نے امریکہ میں جا کر ٹرمپ کی بڑی تحسین فرمائی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں سعودی عرب کس طرف جا رہا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: جب تیل کی قیمتیں کم ہوئی تھیں تو معاشی طور پر وہ کافی بحران کا شکار رہے ہیں۔ روس میں بھی چونکہ تیل کی پیداوار ہے، لہٰذا روس سے معاہدہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تیل کی پیداوار میں استحکام آئے۔ سعودی عرب میں داخلی سطح پر بے روزگاری بہت زیادہ ہو گئی ہے اور باہر کے ممالک سے جو لوگ گئے ہیں ان کو بھی تنخواہیں نہیں مل رہیں۔ معاشی طور پر ان کا بحران اتنا زیادہ ہے کہ ہو سکتا ہے ان کو دوسرے ممالک سے قرض لینا پڑے۔ ایسے لگتا ہے کہ سعودی عرب کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارا نہیں۔ اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے انہوں نے روس کا دورہ کیا ہے لیکن اصل میں انہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر امریکن کیمپ میں ڈالا ہوا ہے۔ اس ضمن میں امریکی سیکرٹری سٹیٹ کا یہ بیان بھی بہت اہم ہے کہ اب ہم سعودی عرب کا تعلیمی نصاب بھی تبدیل کریں گے اور جمعہ کے خطبات بھی ہم مانیٹر کریں گے۔

ایوب بیگ مرزا: بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنی بادشاہت کو بچانے کے لیے اپنا سب کچھ جھونک دیا۔ یہاں تک کہ اپنا نظریہ بھی چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ ان کے اسرائیل کے ساتھ بیک ڈور دوستانہ تعلقات بھی جاری ہیں۔ ان کے ایک شہزادے کا یہ بیان بھی تھا کہ ہم فلسطینیوں کے مقابلے میں اسرائیل کی مدد کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سعودی عرب اپنی سلامتی کے لیے جو راستہ اختیار کر رہا ہے یہ گریٹر اسرائیل کے پلان کا حصہ ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: نبی اکرمﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے تو وہاں یہود کے تین قبائل آباد تھے۔ مدینہ کی معیشت پر ان کا ہولڈ زیادہ تھا اور اکثر مسلمان ان کے مقروض ہوتے تھے۔ اس پس منظر میں مسلمانوں کے لیے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ١٣٠﴾ (آل عمران) ’’اے اہل ایمان! سود مت کھاؤ دگنا چوگنا بڑھتا ہوا اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔‘‘

سمجھانا یہ مقصود تھا کہ مسلمان یہودیوں کے ساتھ لین دین میں اُلجھے رہیں گے تو اُن کے مقروض رہیں گے اور جس کے مقروض ہوں گے اس کے تابع بھی رہیں گے۔ مسلمانوں پر اس پابندی کی وجہ سے ہی یہودیوں نے میثاق مدینہ کے حوالے سے بدعہدی کی، جس کی پاداش میں ان کو مدینہ سے جلاوطن کیا گیا۔ اسی طرح جب پاکستان وجود میں آیا تو اسے معاشی مشکلات کا سامنا تھا۔ لیاقت علی خان امریکہ گئے اور انہیں وہاں سے قرضہ ملا۔ حالانکہ یہودیوں نے بڑی آفر کی تھی کہ آپ اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو یہ سارے معاملات آپ کے حل ہو جائیں گے لیکن لیاقت علی خان نے دو ٹوک جواب دیا تھا کہ Gentelmen! our souls are not for sale. پاکستان نے قرضے لینے کا آغاز کیا تھا اور اب دیکھ لیں کہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ اسی پس منظر میں سعودی عرب کا جائزہ لیں۔ اس کے پاس تیل، سونا سب کچھ ہے لیکن حالات ایسے پیدا کر دیے گئے ہیں، ایران کا ہوا کھڑا کیا گیا، جس کے خوف سے اس نے اسلحہ خریدنا شروع کیا اور اب وہ قرضہ لینے کے دہانے پر پہنچ گیا ہے۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

یہ اندازِ مسلمانی ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان امریکہ کو راضی کرنے، رکھنے کے لیے آج کل تگ ودو میں مبتلا ہے۔ وزیر خارجہ فرطِ غلامی میں زبان وبیان کی ساری حدیں توڑ بیٹھے۔ قومی اسمبلی میں حقانی نیٹ ورک کے خلاف مشترکہ آپریشن کی پیش کش پر نیز پاکستان مخالف امریکی تجزیہ نگار کو ویزا دینے پر بجاطور پر دہائی دی گئی، وضاحت طلب کی گئی۔ عملی اقدام، ڈومور بجالاتے ہوئے 5 سال سے طالبان کے پاس یرغمال امریکی جوڑا بھی بازیاب کروادیا، جسے فخریہ طور پر آئی ایس پی آر نے مشترکہ جاسوسی کا نتیجہ قرار دیا۔ تاہم ٹرمپ نے منہ چڑا شکریہ ادا کیا جس میں تحقیر اور طنز کی آمیزش تھی۔ قید کے دوران جوڑے کے ہاں تین خوبصورت بچے پیدا ہوئے۔ یہ سارے قیدی ہشاش بشاش صحت مند تھے۔ ضمناً یہ حیرت بھری سرگوشیاں ہوئیں کہ قید کے آثار دوردور بھی ان چہروں پر نہیں! جس کے بعد بچوں کے چہرے مغربی میڈیا کی تصاویر میں چھپا دیئے گئے۔ تقابل کے لیے عافیہ کا کملایا ہوا چہرہ، ماں سے چھین لیے گئے بچے بھی یاد کر لیجئے۔ دہشت گرد اور وحشت گرد کون!

امریکہ کو راضی کرتے ہم رب کو کلیتاً بھولے بیٹھے ہیں۔ اپنی ترقی پسندیوں، خدابےزاریوں کی یقین دہانیاں کروانے کے اندھادھند اقدامات پر تلے بیٹھے ہیں۔ ختم نبوت، شانِ رسالت ﷺ بارے مغربی تحفظات دور کرنے ہی کے لیے حلف نامے والی ترمیم کا قدم تھا۔ ہنگامہ اٹھ جانے پر پینترا بدل لیا۔ رنگ میں بھنگ ڈالنے کو کیپٹن صفدر کی قومی اسمبلی میں تقریر میں قادیانی مسئلے پر سخن طرازی نے مشکل کھڑی کر دی، جس پر ناقدانہ کلام فرماتے ہوئے وزیر قانون رانا ثناء اللہ ہوش کھو بیٹھے۔ آپا نثار فاطمہ جیسی دینی غیرت والی ماں کے بیٹے نے اسے مبنی برنفرت (Hate Speech) قرار دے دیا۔ نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت اور شان کا دفاع کیا اب اس گمراہ کن مغربی کافرانہ اصطلاح کے تناظر میں دیکھا جائے گا؟ کیا ہم دہشت گردی کی اصطلاح کا فریب پوری دنیا میں جی بھر کر دیکھ نہیں چکے؟ شان رسالت ﷺ پر پوری دنیا میں گستاخیوں اور غنڈہ گردیوں کے طومار باندھے جائیں تو وہ نفرت بھری تقریر رگفتگو، زبان وبیان قرار نہ پائیں۔ اقلیتوں کو ہتھیلی کا پھپھولا بنا کر ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی شہ رگ دبوچی جائے گی؟ خلط مبحث نہ کریں۔ احسن اقبال کو بھی یہ بیان شاید امریکہ میں ہونے کی وجہ سے دینا پڑ گیا، رانجھا راضی کرنے کو۔ یہ مت بھولیں کہ پاکستان کے در و بام ہلا دینے والے ایشوز میں ہاتھ ڈالنے کا نتیجہ ہلاکت خیز ہو سکتا ہے۔ میڈیا پر دانشوریاں بگھاری جاتی رہیں، لیکن ممتاز قادری شہید کا جنازہ اٹھا تو شرکت کی سعادت حاصل کرنے کو بظاہر دین سے بے نیاز بھی سبھی دیوانہ وار لپکے، تمام تر میڈیائی بلیک آؤٹ کے باوجود!

اب جس امریکی خدا کی خدائی اور اس سے رزق پانے کی دیوانگی میں حکومت ایمان نگلے بیٹھی ہے، اس کی بے بسی کی تازہ ترین تصاویر دیکھ لیں۔ امریکی پے در پے خوفناک طوفانی تھپیڑوں سے دم بھر سنبھلے بھی نہ تھے کہ لامنتہا آگ کے بگولوں نے آن لیا۔ امریکہ کی امیر ترین اور آبادی میں سب سے بڑی ریاست کیلی فورنیا میں وسیع رقبے پر محیط، بڑھتی پھیلتی، املاک چاٹتی، نگلتی، راکھ کے ڈھیر دھوئیں کے گہرے بادل چھوڑتی آگ ہے۔ تیز ہوا (بعض جگہ 75 میل فی گھنٹہ) آگ بجھانے کے سارے انتظامات کو ناکارہ کیے دیتی ہے۔ 73 ہیلی کاپٹر، 30 ایئرٹینکر، 8 ہزار آگ بجھانے کا عملہ اس آگ کو بجھانے روکنے میں ہلکان ہوا جا رہا ہے۔ بے بسی دیدنی ہے سائنس اور ٹیکنالوجی کے معبود کی! کیلی فورنیا جل رہا ہے۔ سو کلومیٹر کے فاصلے پر سان فرانسسکو تک دھواں جا رہا ہے۔ صرف ایک کاؤنٹی سنٹیا روزا دیکھئے جو (ایک لاکھ 75 ہزار آبادی) راکھ ہو چکی ہے۔ طوفانوں سے کئی گنا زیادہ ہلاکت خیز یہ آگ ہے۔ ایک لاکھ 91 ہزار ایکڑ (4 گنا واشنگٹن ڈی سی) جل چکا ہے۔ 3500 بڑی عمارات راکھ ہو چکی ہیں۔ یہ علاقہ شراب سازی کا مرکز تھا۔ شراب کی 5 بڑی فیکٹریاں تباہ ہو گئیں۔ مزید 11 داؤ پر لگی ہیں۔ بھنگ کے کھیتوں کا کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ طوفانوں کے بعد یہاں بھی آبادیوں کا وہی جبری انخلا دوبارہ ہے۔ نکلو۔ بھاگو۔ تمہارے پیچھے آگ آ رہی ہے۔ دور دور بارش کا نام ونشان نہیں۔ تادم تحریر ہوا...... مکمل خشک ہوا پھر تیز ہو گئی ہے۔ سب کچھ قابو سے باہر ہے۔ جن جگہوں سے آگ ہو کر جا چکی وہاں مناظر عبرت ناک ہیں۔ گاڑیوں کے جلے ڈھانچے۔ بزنس، گھر، اموال سب پگھل گئے، راکھ ہو گئے۔ پہلے طوفانوں میں کچرا بنا لیکن کچھ در و دیوار باقی تھے۔ اب تو آگ یوں سب نگل گئی کہ چٹیل زمین باقی رہ گئی۔ قیامت سے پہلے قیامت دیکھ لی۔ صعیداً جُرزا۔ فائر پروف سیف بھی جل گئے۔ باقی کچھ بھی نہ بچا۔ ”کریدتے ہو جو۔ اب راکھ جستجو کیا ہے“ کے المناک مناظر۔ ڈزنی لینڈ سے شعلے نظر آ رہے ہیں۔ شراب جل گئی۔ بھنگ جل گئی۔ امریکی قوم کو رب تعالیٰ نے ہلا مارا۔ کس نشے، کس پینک میں پڑے ہو۔ تمہارے ووٹوں کے منتخب کردہ دنیا میں جو کچھ کر رہے ہیں، تم بھی اس کے برابر کے ذمہ دار ہو، جمہوریت والے جمہورو! جو امریکہ نے دنیا بھر میں مسلط کیا، وہی سارے عذاب امریکیوں کے حصے آ رہے ہیں۔ مسلم ممالک میں آگ بھڑکا کر جو ملبے کے ڈھیر تم نے بنائے، تم بھی وہ ذائقہ چکھو۔ افغانستان میں بموں کی ماں (MOAB) استعمال کیے بار بار۔ اب تم آگوں کی ماں (MOAF) سے نمٹو۔ اب تمہارا میڈیا خوفناک تصاویر دکھا رہا ہے۔ آگ سے پہلے، طوفان سے پہلے، لاس ویگاس میں گولیوں کی برسات سے پہلے اور بعد کی تقابلی تصاویر۔ یہی مناظر ہم نے اشک بار آنکھوں سے براہ راست یا بالواسطہ تمہارے ہاتھوں دنیا میں تخلیق ہوتے بار بار دیکھے۔ جنگ سے پہلے، بموں سے پہلے، لہلہاتا افغانستان، عراق، شام کی تصاویر بعد کی تصاویر۔ حلب کی تاریخی اموی مسجد۔ نمازیوں سے بھری، اذانوں، قراءتوں سے معمور، پہلے اور جنگوں کی تباہی کے بعد اجڑی سنسان۔ ہنستے بستے بازار، بھرے پرے شہر پہلے اور جنگ کے بعد جھلسے، سیاہ در و دیوار، راکھ اور خون کی آمیزش لیے۔ اللہ کے قہر کے سامنے امریکہ کی اوقات سامنے آ گئی ہے، ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ یوں بھی نفاق پر اللہ کا غضب کافر سے شدید تر ہے۔ اللھم احفظنا، ربنا اغفر لنا۔

ان کی دیوانگی کا تو یہ عالم ہے کہ لاس ویگاس میں نفسیاتی طور پر پراگندہ ہوجانے والے (بچ جانے والے) افراد کی تسکین اور دلجوئی کے لیے لوتھرن چرچ نے 19 سکون آور (Comfort) کتے بھیجے۔ وہ کتے جونا بینا افراد اور بوڑھے لوگوں کی دلجوئی راحت اور مدد کے لیے تربیت یافتہ ہیں۔ دہلائے گئے نفسیاتی مجروحین کی عیادت کتے کریں گے۔ چرچ کے پاس راحت کا سامان اب کتے رہ گئے ہیں؟ منحصر کتوں پہ ہو جن کی راحت ...... بے سکونی ان کی دیکھا چاہیے، ہمارے ہاں انسانوں کی فراوانی ہے جو فرشتوں کی ہمراہی میں عیادت، مزاج پرسی، دلجوئی کو آتے ہیں۔ لَابَاْسَ طُهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ...... پریشاں نہ ہو اللہ نے چاہا تو یہ بیماری پاک کرنے والی ہے (صحت یاب ہوجاؤ گے) کی سنت بھری دعا، تسلی دیتے ہیں۔ اس کی جگہ زبان نکالے کتا۔ محبت سے منہ چاٹے گا۔ بھونکے گا اور بگڑی بہکی نفسیات (ڈارون زدہ) قرار پا جائے گی۔ اب اگر ہر جگہ سکون آور ہزاروں کتوں کی مانگ شروع ہوگئی تو 9 طوفان زدہ ریاستوں، پورٹوریکو، ورجن جزائر، کیلی فورنیا بھر میں ہزاروں کتے درکار ہوں گے۔ خنزیر کے گوشت کی فراہمی کی تجارت جو ہم نے افغانستان میں امریکہ نیٹو کے لیے کی۔ خدانخواستہ اب اس نئی تجارت کے امکانات کے پیچھے نہ چل دیں، پناہ بخدا۔

ہماری دیوانگی کی علامات بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ مثلاً اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سندھ کے ایڈیشنل آئی جی ٹیررازم کا حکم نامہ ملاحظہ ہو۔ تمام تعلیمی اداروں کے سربراہ ایسے طلبہ پر نظر رکھیں جو نماز پڑھتے ہوں، اور ایسی طالبات پر نگاہ رکھیں جو حجاب لیتی ہوں۔ یہ فرانس، ہالینڈ، آسٹریا سے تشریف لائے ہیں۔ منشیات، شیشہ، شراب والوں پر تو نگاہ نہ رکھیں۔ نظر بد ساری نماز، حجاب پر مرکوز ہوگئی؟ نماز اور حجاب، صادق امین کی شرائط والے آئین کے تحت جرائم ہوگئے؟ امریکہ پرستی، کفر نوازی کی کوئی حد تو ہو۔ یہ آئی جی کسی قانون، آئین شکنی کی زد میں نہیں آتے؟

اسی پر بس نہیں۔ دو تعلیمی اداروں (پنجاب کے شہروں) سے اساتذہ کی (نئی علمی تحقیق) بچیوں کو دی گئی تعلیم سامنے آئی۔ سنیئے اور سر دھنیے۔ فرعون اور نمرود عادل باشاہ تھے۔ عوام کو کھانے کھلاتے، خدمت خلق کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں معاف فرما دیا ہے۔ فرعونِ دوراں کو ملی معافی کا تذکرہ اوپر ہو چکا۔ شاید ایسی ہی معافی آنجہانیوں (فرعون ونمرود) کو ملی ہوگی۔ جو قرآن کے مطابق صبح شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ دماغوں میں بھس بھرنے کو یہ تعلیم کافی نہ تھی۔ کریلے پر نیم چڑھی یہ خبر ہے کہ لاہور جوہر ٹاؤن کا نجی سکول ننھی بچیوں (اول دوئم جماعت) کو عشق، عاشقی اور جنس پر مبنی تعلیم دے کر انہیں ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے اخلاقی گراوٹ کی شاہکار کتاب پڑھا رہا ہے۔ بدکاری، بے راہ روی کی تربیت ان کور ذوقوں، کم نصیبوں کے نزدیک ترقی کی ضمانت ہے؟ (والدین کی نافرمانی بھی اسی کہانی کا تڑکا ہے جو پڑھائی جارہی ہے) اس ملک پر آسیب کا سایہ ہے؟ حکومت تو ڈالر بند ہونے پر ہوش کھوئے بیٹھی ہے۔ عوام میں ذی ہوش کوئی نہیں؟ دایاں بازو کیا مفلوج ہو چکا؟

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں
3 تا 5 نومبر 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 041-2437618، 0336-7922278

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور'' میں
03 تا 05 نومبر 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ:
0312-4475001 0333-4562037
042-37520902 042-35442290

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

درود وسلام کے فضائل

حماد الرحمان ترک
رکن شعبہ تصنیف وتالیف، قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت ایمان کا لازمی جز ہے اور آپ ﷺ سے محبت کے جہاں دیگر تقاضے ہیں وہیں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ آپ ﷺ پر بکثرت درود پڑھتا رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب آیت 56 میں فرمایا: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔ درود وسلام پڑھنا نہ صرف حکمِ قرآنی ہے بلکہ ہر مسلمان کی حضور اکرم ﷺ سے محبت کا بہترین مظہر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا عمل قرار دیا گیا اور یہی عمل مسلمانوں کے گناہوں کے کفارے کا ذریعہ بھی ہے۔

درود: ہدیہ رحمتِ عالم ﷺ

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے آپ ﷺ سے درود پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز بطور ہدیہ پیش نہ کروں جس کو میں نے رحمتِ عالم ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! مجھے وہ ہدیہ ضرور عنایت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم چند صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ اور اہلِ بیت نبوت پر ہم درود کس طرح بھیجیں؟ اللہ نے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کہو!

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

''اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی بے شک تو بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی بے شک تو بزرگ و برتر ہے۔''
(بخاری و مسلم)

آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

آپ ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت متعدد روایات میں موجود ہیں مثلاً حضرت ابوہریرہ ؓ راوی ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔'' (مسلم)

حضرت انس ؓ راوی ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس (مرتبہ) رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا اور (تقرب الی اللہ کے سلسلے میں) اس کے دس درجے بلند کرے گا۔'' (نسائی)

جمعۃ المبارک کے دن درود پڑھنے کی فضیلت

احادیث میں جمعۃ المبارک کے روز درود پڑھنے کی خصوصی فضیلت آئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعے کا دن ہے، اس دن کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔''
(مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، جو ایسا کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔'' (بیہقی)

روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کے قرب کا ذریعہ

روزِ قیامت جب ہر طرف افراتفری ہوگی اور ہر جگہ نفسی نفسی کی کیفیت ہوگی، اس وقت تمام انسانوں کی نظریں رسول اللہ ﷺ پر مرتکز ہوں گی۔ مسلمانوں کے پاس حضور اکرم ﷺ ہی کا سہارا ہوگا، ایسے میں جو شخص حضرت محمد ﷺ کے جتنا قریب ہوگا وہ اتنا ہی خوش قسمت ہوگا، روزِ قیامت حضور اکرم ﷺ کے قرب کا ذریعہ حدیث میں ملاحظہ ہو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔'' (ترمذی)

درود حضور ﷺ تک پہنچتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ راوی ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے جو زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔'' (نسائی، دارمی)

حضرت ابوہریرہ ؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو آدمی دور سے مجھ پر بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔'' (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ رکھو اور میری قبر پر عید (کی طرح میلہ) نہ مقرر کرو۔ تم مجھ پر درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے۔'' (نسائی)

درود: حاجات کی تکمیل اور گناہوں سے معافی کا ذریعہ

بکثرت درود پڑھنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے مانگنے کے بجائے مسلسل حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہنا اور اپنے لیے بھی دعا نہ مانگنا دراصل گناہوں کی تلافی اور بن مانگے حاجات عطا ہوجانے کا ذریعہ ہے۔ حضرت ابی ابن کعب ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں (یعنی کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں اب آپ ﷺ بتلا دیجیے کہ) اپنے لیے دعا کے واسطے جو وقت میں نے مقرر

کیا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے! میں نے عرض کیا کیا چوتھائی (وقت مقرر کردوں)؟ فرمایا جتنا تمہارا جی چاہے اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ! آدھا وقت مقرر کردوں۔ آپؐ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے۔ اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا تو پھر دو تہائی مقرر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، اچھا تو پھر میں اپنی دعا کا سارا وقت ہی آپ ﷺ کے درود کے واسطے مقرر کئے دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہیں کفایت کرے گا، (تمہارے دین و دنیا کے مقاصد کو پورا کرے گا)۔ اور تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔'' (ترمذی)

درود: دعا کی قبولیت کا ذریعہ

درود پڑھ کر دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) میں نماز پڑھ رہا تھا، رحمتِ عالم ﷺ (بھی وہیں) تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق ؓ و حضرت عمر ؓ بھی حاضر تھے۔ چنانچہ (نماز کے بعد) جب میں بیٹھا تو اللہ جل شانہٗ کی تعریف بیان کرنا شروع کی اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا، اس کے بعد میں اپنے (دینی و دنیاوی مقاصد کے) لیے مانگنے لگا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مانگو! دیے جاؤ گے، مانگو دیے جاؤ گے (یعنی دعا مانگو ضرور قبول ہوگی)۔''

(ترمذی)

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں: ''دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔'' (ترمذی)

درود: حصولِ ثواب کا ذریعہ

حصولِ ثواب کے جہاں دیگر بہت سے ذرائع ہیں وہیں ایک ذریعہ حضورِ اکرم ﷺ پر درود بھیجنا بھی ہے، حضرت ابوہریرہ ؓ راوی ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو یہ پسند ہو (یعنی اس کی خواہش ہو) کہ اسے بھرپور (اور زیادہ سے زیادہ) ثواب ملے تو اسے چاہیے کہ ہم اہل بیت پر اس طرح درود بھیجے:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ)) (ابوداؤد)

اے بار خدایا! محمد ﷺ پر جو نبی امی ہیں، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر جو سب مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد و اہل بیت پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی بیشک تو بزرگ و برتر ہے۔

درود: شفاعت کا ذریعہ

روزِ قیامت درود شریف کا پڑھنا شفاعت کا باعث ہوگا۔ حضرت رویفع ؓ راوی ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی محمد ﷺ پر درود بھیجے اور (درود بھیجنے کے بعد یہ بھی کہے)

((اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) (مسند احمد بن حنبل)

''اے پروردگار! محمد ﷺ کو اس مقام پر جگہ دے جو تیرے نزدیک مقرب ہے قیامت کے دن تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوجاتی ہے۔''

درود نہ پڑھنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ ؓ راوی ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہو اس آدمی کی ناک کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔'' (ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ راوی ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''بخیل ہے وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (یعنی میرا نام لیا گیا) اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔'' (ترمذی)

علماء فرماتے ہیں کہ دن میں کم از کم ایک سو مرتبہ درود شریف کا ورد کرنے کا اہتمام ضرور کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز میں پڑھا جانے والا درود پڑھا جائے۔ لیکن اگر مختصر درود پڑھنا ہے تو مندرجہ ذیل پڑھ لیجیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم اے عربی، قد "3.'5 خوب سیرت وخوب صورت، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ برسرِ روزگار، 35 سال تک کے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-0000704
0306-0429439

☆ شیخوپورہ شہر میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم ایس باٹنی، قد پانچ فٹ چار انچ، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ شیخوپورہ، لاہور کا رہائشی قابل ترجیح ہے۔
برائے رابطہ: 056-3787345

☆ راولپنڈی شہر میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم بی ایس سی، برسرِ روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-5153588

☆ ٹنڈو آدم سٹی، حیدرآباد کے رہائشی، رفیق تنظیم، عمر 39 سال، تعلیم گریجویٹ، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0302-3228040
0312-9328040

☆ فیصل آباد میں مقیم رفیق تنظیم کے والد محترم جو کہ حاضر سروس سرکاری ملازم ہیں، عمر 57 برس، کے لیے دینی مزاج کی حامل بیوہ/ مطلقہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے۔ مقامی فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0322-6228425
0323-9636104

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ سرگودھا غربی کے ملتزم رفیق و سابق معتمد حلقہ سرگودھا محترم غلام رسول وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0331-7628707

☆ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی کے ناظم مکتبہ نصیب خان کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0314-2167656

☆ النور کالونی، راولپنڈی کے ملتزم رفیق جناب عبدالغفور چوہان کی پھوپھی وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحوم و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Weapons and Luxury Goods: The Two Dynamic Sectors of the Global Economy

Essentially, while global poverty contributes to under-consumption by the large majority of the World's population, the driving force of economic growth are the upper income markets (deluxe brand names, travel and leisure, luxury cars, electronics, private schools and clinics, etc). The global cheap labor economy triggers poverty and under-consumption of necessary goods and services.

The two dynamic sectors of the global economy are:

1. Production for the upper income strata of society.

2. The production and consumption of weapons, namely the military industrial complex.

Neoliberal policy is conducive to the development of a global cheap labor economy which triggers decline in the production of necessary consumer goods. In turn, the lack of demand for necessary goods and services triggers a vacuum in the development of social infrastructure and investments (schools, hospitals, public transportation, public health, etc.) in support of the standard of living of the large majority of world population. The global cheap labor economy alongside the restructuring of the global financial apparatus creates an unprecedented concentration of income and wealth which is accompanied by the dynamic development of the "luxury goods economy". A third major sector (department) in the contemporary global economy is the production of weapons, which are sold worldwide, largely to governments, but also to anyone who bids to buy, including those labelled as "militants" and "terrorists" (Weapon sales by the West to ISIS is a prime example). This sector of production in the US is dominated by a handful of large corporations including Lockheed Martin, Raytheon, Northrop Grumman, British Aerospace, Boeing, et al.

While neoliberal policies require the imposition of drastic austerity measures, the latter apply solely to the civilian sectors of government spending. State funding of advanced weapons systems is not the object of budgetary constraints. In fact, the austerity measures imposed on health, education, public infrastructure, etc., are intended to facilitate the financing of the war economy, including the military industrial complex, the regional command structure consisting of 700 US military facilities around the globe, the intelligence and security apparatus, not to mention the development of a new generation of nuclear weapons which is the object of a one trillion dollar allocation by the US Treasury to the US Defense Department. This money ultimately trickles down to the so-called defense contractors, which constitute a powerful political lobby.

As stated in the beginning, the reproduction of this global economic system is dependent upon the growth and development of two major sectors (departments): the Military Industrial Complex and the Production of High Income and Luxury Consumption. High income luxury consumption for the upper social strata is combined with the dynamic development of the weapons industry and the war economy. This duality is what generates exclusion and despair.

Every "movement" presently pretending to fight the status quo is a farce. The "people's movement" had been hijacked. The "antiwar movement" is defunct. The "civil society organizations" which have all the appearances of being "progressive" are, in fact, creatures of the system. Funded by corporate charities linked to Wall Street, they form part of a politically correct "Opposition" which acts as "a spokesperson for people at large". But who do they really represent? Almost all of the "partner NGOs" and lobby groups which frequently mingle with bureaucrats and politicians serve to deflect the articulation of "real" social movements against the "New World Order." The philosophy of "neoliberal paradigm" is the focus of their attention, yet the broader issues of stopping war and causing the West to contemplate on regime changes in their own backyard are never addressed. Ironically, the programs of almost all NGOs and people's movements rely heavily on funding from both public (government-backed) as well as private foundations including the Ford, Rockefeller, McCarthy foundations, among others.

Sadly, there is no integrated anti-globalization anti-war movement in the West today. Dissent has been compartmentalized. Separate "issue oriented" protest movements (e.g. environment, anti-globalization, peace, human rights and climate change) are encouraged and generously funded as opposed to a cohesive mass movement.

Finally, this web of deceit and destruction, can only be broken and dispelled through the criminalization of war, the closure of the weapons industry and the repeal of the gamut of neoliberal policy instruments which generate poverty and social inequality. There is a dire need for galvanizing a cohesive and revolutionary mass movement in order to make that happen.

<u>Source</u>: *adapted from an article by Prof Michel Chossudovsky*

انا للہ وانا الیہ راجعون **دعائے مغفرت**

کراچی میں مقیم سابق قیم تنظیم اسلامی پاکستان' بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھی' مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے سابق ناظم اعلیٰ' محترم قاضی عبدالقادر صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے' ان کے درجات بلند کرے' جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب تنظیم اسلامی سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

برائے تعزیت: خبیب عبدالقادر: 0333-2139501
ڈاکٹر عارف رشید (داماد): 0300-8412314

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

24، 25، 26 نومبر 2017ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام

مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور

منعقد ہورہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِى لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِىَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِىَّ))

”اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت لازم ہوگئی ان کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات (کے لیے سفر اختیار کرتے) اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔“

(مستدرك حاكم، كتاب البر والصلة، موطا امام مالك كتاب الشّعُر، باب السّنة فى الشّعُر)

تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظمِ اعلیٰ، تنظیمِ اسلامی فون: (042)36293939-36316638
36366638

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.41
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

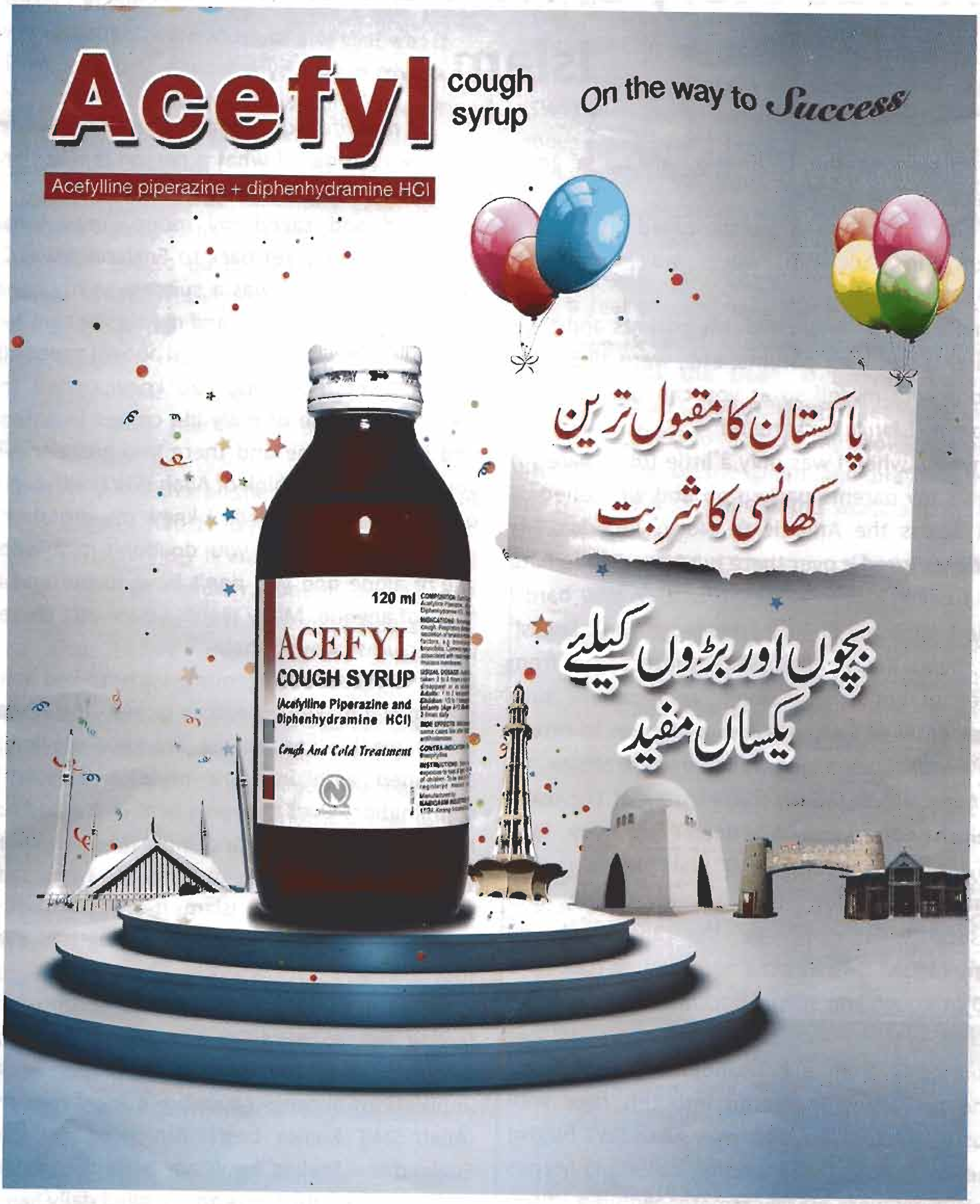

PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion